هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ   رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار
قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

شرح چندہ پیشگی
سالانہ للعہ ۔ ششماہی ۔ سہ ماہی ۔ بیرون ہند
قیمت فی پرچہ ۱ر
مینیجر: شیخ محمد اسمٰعیل احمدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۳ ذوالحجہ ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۴ جنوری ۱۹۴۰ء | نمبر ۲

دارالامان کا ہفتہ

(۱) سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت ہفتہ زیر اشاعت میں نزلہ کھانسی سے ناساز رہی۔ ۱۳ جنوری کو نسبتاً آرام ہے۔ مگر نزلہ کی شکایت باقی ہے۔ احباب صحت کامل کے لئے دعا فرماویں۔

(۲) سیدۃ النساء حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بخار۔ درد سر۔ نزلہ کھانسی کی وجہ سے زیادہ ناساز ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

(۳) ۱۱ جنوری کو بروز جمعرات ماہ ذوالحجہ کا چاند دیکھا گیا۔ ۲۱ جنوری کو بروز اتوار عید الاضحیہ ہوگی۔ جس کے مسائل اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج ہیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی طرف سے مصیبت زدگان اناطولیہ سے ہمدردی کا تار

قادیان ۸ جنوری ۱۹۴۰ء۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور خارجہ نے حسب ذیل تار صدر جمہوریہ ترکی عصمت انونو کے نام انقرہ (ترکی) ارسال کیا ہے:۔ "جماعت احمدیہ اور اس کے امام کو زلزلہ کی مصیبت اور آفت پر سخت صدمہ ہوا ہے۔ مہربانی فرما کر ... مصیبت

صدر جمہوریہ ترکی کی طرف سے شکریہ کا تار

۱۲ جنوری کی شام کے ساڑھے سات بجے صدر جمہوریہ ترکی کی طرف سے فرانسیسی زبان میں جو شکریہ کا تار جناب سید زین العابدین صاحب کو موصول ہوا ہے۔ اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

آپ کے ہمدردانہ پیغام سے ہم بہت ہی متاثر ہوئے ہیں۔ اور صدر جمہوریہ ترکیہ نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں اس کے متعلق آپ کا شکریہ ادا کروں۔

کمال گیدیلگ جنرل سکرٹری انقرہ

دیہاتی مدرسین کی بھرتی

احباب جماعت کو یاد ہوگا۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ سال پانچ مڈل پاس شادی شدہ نوجوانوں کو بطور دیہاتی مدرس منتخب فرمایا تھا۔ اب وہ اپنی آٹھ ماہ کی ٹریننگ سے فارغ ہو چکے ہیں۔ ان کو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب مختلف دیہات میں لگا دیا جائے گا۔ اب جو دوست اس ضمن میں اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیں وہ بہت جلد درخواستیں انچارج تحریک جدید کے نام مع تصدیق امیر یا پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ارسال فرمائیں۔ شرائط مندرجہ ذیل ہیں (۱) کم از کم مڈل پاس ضرور ہوں۔ انگریزی مڈل پاس کو ترجیح دی جائے گی۔ (۲) شادی شدہ ہوں۔ (۳) قادیان میں تعلیمی عرصہ کے لئے دس روپے ماہوار پر گذارہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ (۴) اس عرصہ میں ان کی بیویوں کو بھی بعض کام سکھائے جائیں گے۔ اس لئے ان کو بھی قادیان میں رہنا ہوگا۔ انچارج تحریک جدید

امسال کی مجلس مشاورت کا اعلان

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری سے بعد اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ امسال بھی مجلس مشاورت کا انعقاد حسب سابق تعطیلات ایسٹر یعنی ۲۲ تا ۲۴ مارچ ۱۹۴۰ء کو ہوگا۔ پرائیویٹ سکرٹری

مغربی افریقہ میں ایک رئیس نے اسلام قبول کر کے حیرت انگیز تبدیلی پیدا کی

مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ سیرالیون مغربی افریقہ سے تحریر فرماتے ہیں:۔

اس وقت میں سیرالیون کے اندرون حصہ میں تنگی نام ایک جگہ پر تبلیغی کام کر رہا ہوں۔ یہ مقام یہاں کے رئیس کا صدر مقام ہے۔ اور قریب ترین پوسٹ آفس سے پچاس میل کے فاصلہ پر اور قریب ترین موٹر کی سڑک کے پچیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں کے رئیس نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور میں گذشتہ تین ہفتوں سے اسی کے ہاں مہمان کے طور پر ٹھہرا ہوا ہوں۔ اس نے مسجد کی تعمیر بھی شروع کرا دی ہے۔ وہ پہلے مسیحی تھا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے بالکل ممکن ہے۔ کہ بہت سے لوگ اس ریاست میں اسلام کے نور سے منور ہو جائیں۔ یہ رئیس اعظم ایک بیماری میں مرض ... سے مبتلا تھا۔ اور مرض کو اپنے دشمنوں کے جادو ٹونے کی طرف منسوب کرتا تھا۔ اس نے مجھ سے دعا کی درخواست کی۔ اور مجھے ایک بڑی رقم بطور معاوضہ دینے کے لئے تیار تھا۔ لیکن میں نے انکار کیا۔ اور رقم کی بجائے سچے دل سے اسلام اختیار کرنے کا مطالبہ کیا۔ دوسرے دن چیف نے اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور اپنے تمام تعویذ اور بُت تباہ کرنے کے لئے میرے حوالہ کر دیئے۔ میں نے ان اصنام کو ایک بڑے مجمع کی موجودگی میں دفن کرا دیا۔ چونکہ اس رئیس کی ایک سو سے زیادہ بیویاں تھیں۔ میں نے ان میں صرف چار رکھنے کے لئے کہا ہے۔ اور وہ ایک سچے احمدی کی طرح اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گیا ہے۔ تمام احباب اس نومسلم بھائی کے لئے دعا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۴۰ء نمبر ۲

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۲ دسمبر ۳۹ء

تمام کمالاتِ انسانی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملے اور ان میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہتا ہے

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
تھوڑے ہی دن ہوئے ایک شخص نے مجھ سے

ایک سوال

کیا تھا۔ جو سوال وجواب غالباً "الفضل" میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس وقت اختصار کے ساتھ میں نے اس

سوال کا جواب

دے دیا تھا۔ آج جس وقت میں خطبہ کے لئے کھڑا ہوا۔ تو اذان سنتے ہی میرا ذہن اس سوال اور اس کے

ایک اور جواب

کی طرف چلا گیا۔ جو خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سوال کا دیا ہے۔ اور میں نے سوچا۔ کہ آج اسی سوال کے جواب کو خطبہ کے ذریعہ سے اس روشنی میں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سند سے حاصل ہوئی ہے۔ بیان کردوں۔ یہ سوال غالباً میرے کسی خطبہ کی بناء پر کیا گیا تھا۔ جو "الفضل" میں شائع ہو چکا ہے۔ اور

سوال یہ تھا

کہ آپ بتائیں۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام کے تمام کمالات اسی دنیا میں حاصل نہیں کر چکے تھے۔ غالباً میرا کوئی مضمون یا خطبہ کسی ایسے موضوع کے متعلق تھا۔ کہ جس سے سائل کو یہ شبہ پیدا ہوا۔ کہ شاید میرے نزدیک رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کمالات حاصل نہ تھے۔ میں نے جو جواب دیا۔ اس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ اگر تو تمام کمالات سے مراد یہ ہے۔ کہ جو ترقیات کوئی انسان حاصل کر سکتا ہے۔ اور جو کمالات انسان کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کئے۔ تو یہ ٹھیک ہے۔ لیکن اگر تمام کمالات اللہ تعالیٰ کی نسبت سے ہیں۔ اور اس کے یہ معنے لئے جائیں۔ کہ اب یہ معاملہ ختم ہے۔ اور مزید کسی ترقی کی گنجائش نہیں۔ تو یہ غلط ہے۔ جتنے فضل آپؐ پر نازل ہوئے ہیں۔ وہ ان سب سے زیادہ ہیں۔ جو آپ سے پہلوں پر ہوئے یا پچھلوں پر ہوں گے۔ اور اگر اس نسبت سے کہا جائے۔ کہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کمالات حاصل تھے

تو یہ ٹھیک ہے۔ کیونکہ جو کمال حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حاصل ہوئے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو حاصل ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہوئے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہوئے۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حاصل ہوئے اسی طرح دوسرے ملکوں کے نبیوں کو جن کے نام قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں۔ یا نہیں ہوئے۔ جو کمالات حاصل ہوئے۔ وہ آپ کو بھی حاصل ہیں۔ اور نہ صرف انبیاءؑ کے کمالات۔ بلکہ دوسرے لوگ بھی جن کو کوئی نہ کوئی ایسا کمال حاصل تھا۔ جو کسی نہ کسی رنگ میں مذہب پر اثر انداز ہوتا ہے۔ وہ خواہ آپؐ سے پہلے ہوئے ہیں۔ یا بعد میں پیدا ہوں گے۔ ان کے سب کمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہیں۔ بلکہ آپؐ کے بعد آنے والوں کو جو کمال بھی حاصل ہوگا۔ ظلی طور پر حاصل ہو سکے گا۔ یہ

ہمارا عقیدہ

ہے۔ اور اگر کوئی اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعویٰ پر غور ہی نہیں کیا۔ لیکن اگر تمام کمالات کے معنے یہ لئے جائیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے قرب کی تمام راہیں اپنی انتہا تک آپ کو حاصل ہو گئیں۔ اور اب کوئی اور راہ باقی نہیں۔ اور نہ کوئی اور درجہ باقی ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہو سکتا ہو۔ تو یہ بالکل غلط بات ہے۔ اور یہ جواب مختصر الفاظ میں میری طرف سے "الفضل" میں شائع ہوا تھا۔ پہلے بھی یہ مضمون میں نے کئی بار بیان کیا ہے۔ لیکن انسان کو جس سے محبت ہو۔ اس کے متعلق ظاہری شان و شوکت کے الفاظ کے استعمال پر وہ بڑا حریص اور دلیر ہوتا ہے۔ اور مسلمانوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو محبت ہے۔ اس کے ماتحت وہ چاہتے ہیں۔ کہ کوئی ایسا لفظ آپؐ کے متعلق نہ بولا جائے جس سے معلوم ہو۔ کہ آپؐ کے لئے

ابھی کوئی مقام طے کرنا باقی ہے

اس لئے مسلمانوں میں سے جو لوگ عارف نہیں ہیں۔ ان کو یہ بات ناگوار گزرتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مراتب حاصل کئے ہیں۔ ان سے آگے بھی ابھی مدارج باقی ہیں۔ لیکن اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ کسی ترقی کرنے والی چیز کا کسی مقام پر جا کر رک جانا اس کی

تنزل کی دلیل

ہؤا کرتی ہے۔ پھر اس امر کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان خواہ کتنی بلند ہو۔ اور آپؐ سے ہمیں خواہ کتنی محبت ہو۔

اللہ تعالےٰ کی شان

بہر حال آپؐ کی شان سے بہت بالا ہے خدا تعالیٰ ازلی ابدی ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے فیضانوں میں سے ایک بہت بڑا فیضان ہیں۔ اور یہ آپؐ کی ذات سے دشمنی ہوگی۔ کہ ہم آپؐ کو کوئی ایسا مقام دے دیں۔ جس کے دینے سے

خدا تعالےٰ کا مقام

چھنتا ہو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی اس شان کو پسند نہیں کر سکتے۔ بلکہ ایسا خیال کرنے والے کو اپنا بدخواہ سمجھیں گے۔ آپؐ کا اپنا عمل اس بات پر شاہد ناطق ہے۔ آپؐ نہایت زبردست قوتوں کے مالک تھے۔ اور آپؐ کو ایسے ایسے کاموں کی توفیق ملی۔ جو بڑے بڑے قوی انسان بھی نہیں کر سکتے۔ اور جس کے قوےٰ زیادہ مضبوط ہوں۔ اسے

جان کنی کی تکلیف

زیادہ ہؤا کرتی ہے۔ اس لئے آپؐ کو یہ تکلیف بہت زیادہ تھی۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ کہ میں پہلے یہ سمجھا کرتی تھی۔ کہ جسے جان کنی کی تکلیف زیادہ ہو۔ وہ اچھا آدمی نہیں ہوتا۔ مگر جب میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ تو اپنی رائے بدلنی پڑی۔ اس انتہائی تکلیف کے وقت بھی آپ کو اللہ تعالےٰ کے مقام کا اتنا خیال تھا۔ کہ آپؐ چونکہ جانتے تھے۔ کہ میرے اتباع کو مجھ سے اتنا عشق ہے۔ کہ ممکن ہے۔ میرے مرتبہ کے متعلق غلو سے کام لیں۔ اسلئے اس

تکلیف کے وقت میں

بار بار آپؐ کے مُنہ سے یہ الفاظ نکلتے تھے۔ کہ خدا تعالےٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے۔ کہ انہوں نے اپنے انبیاءؑ کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ آپؐ بار بار یہی فرماتے تھے۔ گویا

اپنی قوم کو آخری سبق

جو آپؐ نے دیا۔ وہ یہی تھا۔ کہ مجھے کوئی مشرکانہ مقام نہ دینا۔ اور اگر تم نے ایسا کیا۔ تو یہ خیال مت کرنا کہ میں اس سے خوش ہوں گا۔ بلکہ میری روح ایسا کرنے والوں پر لعنت کرے گی۔ پس خواہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہوں۔ آپؐ کی طرف ایسا مقام منسوب کرنا جو اللہ تعالےٰ کے درجہ کی تنقیص کا موجب ہو۔ آپؐ کے لئے خوشی کا موجب نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ ایسا کرنے والے پر آپؐ کی لعنت ہوتی ہے۔ اور

موت کے وقت کی لعنت

تو بہت ہی خطرناک ہوتی ہے۔ جو لوگ سچے مذہب کے پیرو نہیں۔ مثلاً ہندو وغیرہ قومیں وہ بھی موت کے وقت کی بددعا سے بہت ڈرتی ہیں۔ کسی کے ماں باپ فوت ہو رہے ہوں۔ تو ان کی اس وقت کی دعا یا بددعا کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ تو خدا تعالےٰ کا وہ رسول

جو سب پہلے اور پچھلے انبیاءؑ کا سردار

ہے۔ اس کے مرنے کے وقت کی بددعا کو کس قدر اہمیت حاصل ہونی چاہیئے۔ اور یہ لعنت کتنی بڑی لعنت ہے۔ یاد رکھو

اللہ تعالےٰ غیر محدود ہے

باقی سب محدود ہیں۔ غالباً اسی سلسلہ میں میں نے ایک قصہ بھی سنایا تھا۔ کہ ایک دفعہ جمعہ کے روز ایک شخص مجھے ملنے آیا۔ اور کہا۔ کہ میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں نماز کے بعد مسجد ہی میں بیٹھ گیا۔ وہ فقیری طرز کا آدمی تھا۔ اور اباحتی طریق رکھتا تھا۔ ان کا خیال ہے۔ کہ جب انسان خدا کو پالے۔ تو اسے نماز روزہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ نماز روزہ بطور سواری کے ہیں۔ اور جب کوئی سالک یار کے در پر پہنچ جائے۔ تو پھر اسے کسی سواری کی کیا ضرورت۔ اس وقت سوار رہنا تو گستاخی ہے۔ اسی عقیدہ کو مدنظر رکھ کر اس نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ اگر کوئی شخص کشتی میں بیٹھ کر دریا کے پار جانا چاہے تو جب وہ دوسرے کنارے پر پہنچ جائے اس وقت بیٹھا رہے۔ یا اتر جائے۔ مجھے اس وقت تک معلوم نہ تھا۔ کہ وہ کن خیالات کا آدمی ہے۔ مگر جونہی اس نے سوال کیا۔ اللہ تعالےٰ نے معاً میرے دل میں ڈال دیا۔ کہ یہ اباحتی طریق کا آدمی ہے۔ یہ سوال سنکر لازماً ہر شخص یہی کہے گا۔ کہ جب کنارا آگیا۔ تو کشتی سے اتر جانا چاہیئے۔ لیکن اگر میں اسے یہ جواب دیتا۔ تو وہ کہتا۔ کہ نماز روزہ وغیرہ تو

خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے ذرائع

ہیں۔ جب انسان پہنچ جائے۔ تو پھر ان کا کیا فائدہ۔ مگر اللہ تعالےٰ نے معاً میرے دل میں اس کے ارادہ کو ظاہر کر دیا۔ اور میں نے جواب دیا۔ کہ جس دریا کو پار کرنے کے لئے وہ کشتی میں بیٹھا ہے۔ اگر تو وہ محدود ہے۔ تو کنارہ پر پہنچ کر اتر جانا چاہیئے۔ لیکن اگر غیر محدود ہے۔ تو جہاں اسکو خیال ہو۔ کہ کنارہ آگیا۔ وہ سمجھے یہ میری نظر کا قصور ہے۔ وہ جہاں اترا۔ وہیں ڈوبا۔ کیونکہ غیر محدود دریا کا کنارہ آ ہی نہیں سکتا۔ میں نے کہا۔ آپ جس دریا کا ذکر کر رہے ہیں۔ وہ محدود ہے یا غیر محدود۔ اگر تو غیر محدود ہے۔ تو جہاں یہ خیال کیا۔ کہ کنارہ آگیا ہے۔ وہیں ڈوبیگا۔ کیونکہ غیر محدود دریا کے متعلق یہ خیال کہ کنارہ آگیا۔ نفس کا دھوکا ہے۔ پس ہمارا خدا غیر محدود ہے۔ اور جب

رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ترقی

خدا تعالےٰ کے مقام کے لحاظ سے دیکھی جائے۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ ابھی کنارہ نہیں آیا۔ بلکہ پہلے تو میں نے کہا تھا۔ کہ نہیں آیا۔ مگر اب یہ کہتا ہوں۔ کہ نہیں آسکتا۔ اگر دس ارب سال بھی گزر جائیں۔ بلکہ دس ارب × دس ارب سال بھی گزر جائیں۔ اور ایسا سبک رفتار انسان ہو۔ جیسے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہیں۔ تب بھی وہ کنارہ نہیں آسکتا۔ آج جب میں

خطبہ کے لئے

کھڑا ہوا۔ تو جیسا کہ میرا عام طریق ہے۔ سوائے اس کے کہ ان ایام میں تحریک جدید وغیرہ کی قسم کا کوئی خاص مضمون بیان کرنا ہو۔ کوئی موضوع ذہن میں رکھ کر نہیں آیا کرتا آج بھی کوئی مضمون میرے ذہن میں نہ تھا۔ مگر جب مؤذن نے اذان کہی۔ اور میں نے دعا پڑھی۔ اور اس میں یہ الفاظ تھے۔

اٰتِ محمدنِ الوسیلۃ والفضیلۃ

تو میرا ذہن فوراً اس

معترض کے اعتراض

اور اس کے جواب کی طرف پھر گیا۔ اور میں نے فیصلہ کیا۔ کہ میں آج اسی کے بارہ میں خطبہ بیان کروں۔ تو سوچنا چاہیئے۔ کہ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو

وسیلہ اور فضیلت

حاصل نہیں۔ وسیلہ کے معنی قرب کے ہیں۔ اور جب ہم یہ دعا کرتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ اے خدا محمد (صلے اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم) کو اپنا قرب اور بزرگی عطا فرما۔ اب اگر تو اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ قرب اور فضیلت محمد صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو حاصل نہیں۔ تو

اسلام کی بنیاد

ہی باقی نہیں رہتی۔ اور اگر حاصل ہے۔ تو ایسی دعا کرنا بے وقوفی ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ کسی شخص نے قلم تو کان پر رکھا ہو۔ اور تلاش کرتا پھرے۔ کہ کہاں گیا۔ پس اگر محمد (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کو وسیلہ اور فضیلت حاصل ہے تو پھر اس دعا کے کیا معنے۔ مگر حقیقت یہی ہے۔ جو میں نے بیان کی ہے۔ کہ آپؐ کو وسیلہ بھی حاصل ہے۔ اور فضیلت بھی۔ مگر جب اس کا ایک درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ تو دوسرا سامنے آجاتا ہے۔ ہمارا خدا ایسی شان اور مرتبہ والا ہے۔ کہ جب اس کے دربار میں ایک درجہ حاصل ہوتا ہے۔ تو سینکڑوں اور نظر آنے لگتے ہیں۔ اور آپؐ نے خود ہر اذان کے بعد مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ جو مسلمان یہ کہے۔ کہ آپؐ نے سارے مقام طے کر لئے ہیں۔ اسے یہ دعا نہیں مانگنی چاہیئے۔ کیونکہ کسی چیز کے مل جانے کے بعد اس کے لئے دعا کرنا فضول ہے۔ پس جو شخص یہ سمجھے گا۔ کہ

آپؐ کے لئے اب کوئی درجہ باقی نہیں

وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اس حکم پر عمل کرنے سے بھی محروم رہے گا۔ آپ کے یہ دعا سکھانے کا مطلب ہی یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی وسیلہ اور فضیلت کی اتنی راہیں ہیں۔ کہ کبھی ختم ہو ہی نہیں سکتیں۔ اسی لئے آپؐ نے فرمایا۔ کہ مسلمانو تم خدا تعالےٰ سے ہمیشہ یہ دعا مانگتے رہو۔ اس دعا نے اس سوال کو جو مجھ پر کیا گیا تھا۔ بڑی اچھی طرح حل کر دیا ہے۔ بے شک آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ابراہیمی کمالات حاصل ہوئے موسوی اور عیسوی کمالات حاصل ہوئے۔ کرشنی کمالات حاصل ہوئے۔ اور آپ تو الگ رہے۔ آپ کے خادموں میں سے ایک خادم نے یہ کہا ہے۔ کہ ؎

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام

یعنی ہر نبی کو جو پیالہ پلایا گیا ہے۔ وہ مجھے بھی بھر کر پلایا گیا۔ اور جب آپ کے خادموں کو وہ نعمتیں ملیں۔ جو پہلے انبیاء کو دی گئیں۔ اور نہ صرف معمولی طور پر بلکہ لب بہ لب بھرے ہوئے پیالہ کی صورت میں ملیں۔ مگر باوجود اس کے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ خدا کے قرب کی راہیں اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لئے ختم ہو گئی ہیں۔

کوئی شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو جام ملا۔ وہ بھرا ہوا تھا۔ بے شک مرزا صاحب کو بھی وہی جام دیا گیا۔ مگر وہ آدھا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو جام دیا گیا۔ وہ بے شک حضرت مرزا صاحب کو بھی ملا۔ مگر حضرت عیسیٰ کو بھرا ہوا ملا۔ اور مرزا صاحب کو صرف ایک چوتھائی۔ اور اس سے آپ کا یہ شعر بھی صحیح ثابت ہو گیا۔ مگر نہیں آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ع

داد آں جام را مرا بتمام

یہ تو ممکن ہے۔ کہ عیسوی جام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کم ملا ہو۔ مگر یہ نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کو کم ملا ہو۔ آپ کو بھرا ہوا دیا گیا ہے۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے خادموں کا یہ درجہ ہے۔ تو آپ کے اپنے

مقام کی بلندی کا اندازہ

باآسانی ہو سکتا ہے۔ مگر اس کے باوجود یہ حقیقت ہے۔ کہ ابھی آپ کے سامنے بھی مدارج کا ایک لامتناہی سلسلہ باقی ہے۔ چنانچہ آپ نے خود یہ دعا مسلمانوں کو کرنے کا حکم دیا۔ کہ اٰتِ محمدان الوسیلۃ والفضیلۃ یعنی اے خدا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بے شک بہت ترقیات حاصل کی ہیں۔ مگر تیرے فضلوں کے مدارج لامتناہی ہیں۔ اور ہمارا دل یہ نہیں چاہتا۔ اور ہماری غیرت برداشت نہیں کر سکتی۔ کہ کوئی ایسا مقام بھی ہو۔ جو آپ کو حاصل نہ ہو۔ اسلئے آپ کو ترقیات کا اگلا مقام بخش۔ غور کرو۔ اس سے کتنا

غیر متناہی ترقیات کا رستہ

کھل جاتا ہے۔ مجھے اس وقت حدیث کے لفظ اچھی طرح یاد تو نہیں۔ مگر مجھ پر یہ اثر ہے۔ کہ ایک حدیث میں بھی اس قسم کا مضمون آتا ہے۔ کہ مومنوں کو جنت میں بالا مدارج ستاروں کی طرح چمکتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اور جب وہ ان کی طرف توجہ کریں گے۔ اور خدا تعالیٰ ان تک ان کو پہنچا دے گا۔ تو پھر اس سے اوپر کے نظر آنے لگیں گے۔ اس حدیث میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ

خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں غیر محدود ہیں

اور یہ کہنا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے سب راہیں طے کر لی ہیں۔ آپؐ کی عزت نہیں بلکہ ہتک ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی راہیں تو غیر محدود ہیں۔ اگر ہم کہیں گے۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سب کچھ حاصل کر چکے۔ تو اس کے صرف یہ معنے ہوں گے۔ کہ آپ کی

ترقی رُک گئی

ہے۔ اور اس عقیدہ میں آپ کی عزت نہیں۔ بلکہ ہتک ہے۔ ہماری اس کوشش کی مثال وہی ہوگی۔ جو کہتے ہیں۔ کہ کسی ریلوے سٹیشن پر کوئی فقیر بھیک مانگ رہا تھا۔ گاڑی میں ایک ڈپٹی صاحب بیٹھے تھے۔ کسی نے اسے کہا۔ کہ یہ ڈپٹی ہیں۔ ان سے مانگو۔ ڈپٹی صاحب نے اسکی امید اور توقع سے بہت زیادہ پیسے اسے دے دیئے۔ اس پر وہ بہت خوش ہوا۔ اور کہنے لگا۔ "خدا تینوں تھانے دار کرے"۔ یعنی خدا تعالےٰ تم کو تھانے دار بنا دے۔ حالانکہ یہ کوئی دعا نہیں۔ بلکہ اس کے لئے بد دعا تھی۔ کیونکہ اس کے ماتحت تو کئی تھانیدار رہتے۔ پس یہ کوئی اعزاز کی بات نہیں۔ کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایسی بات منسوب کریں۔ جو آپ کو ترقیات سے محروم کر دے۔ خدا تعالےٰ نے یہ رستہ کھلا رکھا ہے۔ کہ ساری امت آپؐ کی ترقیات کے لئے دعائیں کرتی رہے۔ کہ یا خدا ہمارے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو اور بلند درجات عطا فرما۔ اور اگر یہ فرض کر لیا جائے۔ کہ آپ کو تمام مدارج مل چکے ہیں۔ تو یہ دعائیں بھی بند ہو جائیں گی۔ کروڑوں مسلمان دعا کرنا بند کر دینگے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس حکم کو پورا کرنے سے رک جائیں گے۔ اور دعا کرنے والا خواہ کتنا حقیر بندہ کیوں نہ ہو۔ خدا تعالےٰ اسکی دعا سنتا ہے۔ یہ صحیح ہے۔ کہ حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اللہ تعالےٰ نے بڑے بڑے فضل کئے ہیں۔ مگر ایک حقیر بندہ بھی ایسا نہیں۔ کہ وہ اپنے خدا کے حضور کھڑا ہو۔ اور یہ سب مل کر بھی اس کے درمیان آسکیں۔ چاہے کوئی کتنا کمزور انسان ہو۔ جب وہ

درد اور سوز کے ساتھ دعا

کرے گا۔ تو اللہ تعالےٰ اسے ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اور اگر یہ دعائیں بند ہو جائیں۔ تو اس طرح وہ تحائف جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہنچتے ہیں۔ بند ہو جائیں گے۔ کیونکہ جب یہ یقین ہو جائے۔ کہ اور مقام کوئی باقی نہیں۔ تو پھر دعا کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوگی۔ بلکہ درود بھی چھوڑنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ بھی توبلندیٔ درجات پر ہی دلالت کرتا ہے۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمد و بارک وسلم کے معنے یہ نہیں کہ آپ کو روٹی اور کباب ملیں۔ بلکہ اس سے

روحانی برکات

ہی مراد ہیں۔ اور اسی کا نام کمال ہے۔ تو ایسا عقیدہ رکھنے سے درود شریف کو بھی چھوڑنا پڑے گا۔ اور جب کسی مسلمان کی طرف سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تحائف نہ پہنچیں گے۔ تو وہ بھی آپ کی دعا سے محروم ہو جائے گا۔ قرآن کریم نے حکم دیا ہے۔ کہ جب کسی مسلمان کو کوئی تحفہ دیا جائے۔ تو وہ اس سے اچھا نہیں۔ تو ویسا ہی تحفہ دے۔ اور جب ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ اسے آپ کے پاس پہنچاتا ہے۔ تو آپ دعا کرتے ہوں گے۔ کہ خدایا! اس بندے کو بھی وسیلہ اور فضیلت عطا فرما۔ اسی طرح جب درود آپ کی خدمت میں پیش ہوتا ہوگا۔ تو آپ دعا فرماتے ہونگے کہ خدایا! اس شخص کے گھر کو بھی برکت سے بھر دے۔ اور ان

دعاؤں کے طفیل

انسان ہزاروں آفات سے محفوظ رہتا ہے۔ لیکن جب یہ یقین ہو۔ کہ آپؐ کے درجات میں ترقی ممکن نہیں۔ تو ہر معقول آدمی دعا کرنی اور درود پڑھنا چھوڑ دے گا۔ اور اس طرح تمام ان برکتوں سے محروم ہو جائے گا۔ جو آپ کے ذریعہ اسے ملتی تھیں۔

پس یہ عقیدہ بالکل غلط ہے۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ جتنے کمالات سب انبیاء اور بزرگوں کو ملے ہیں۔ یا بعد میں آنے والوں کو ملیں گے۔ وہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاصل ہیں۔ اور اگر ان معنوں میں کہا جائے۔ کہ آپ کو

تمام کمالات

حاصل ہیں۔ تو یہ بات ٹھیک ہے۔ لیکن اگر یہ مطلب ہو۔ کہ اب خدا تعالےٰ کے پاس بھی دینے کے لئے کچھ نہیں رہا۔ تو یہ صحیح نہیں۔ اور ہر سننے والا سن لے۔ کہ خواہ وہ اس میں ہتک سمجھے۔ یا کچھ اور۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ ہمارے خدا کے پاس نہ صرف دوسروں کو بلکہ خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دینے کے لئے بھی بہت کچھ ہے۔ اس کے خزانے غیر محدود ہیں۔ اور کوئی ان خزانوں کو ختم نہیں کر سکتا۔

تحریک جدید اخلاص سے قربانیاں کرنے والوں کو جنّت واجب کر دیتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور اسکی دی ہوئی توفیق سے تحریک جدید کے جہاد کبیر میں نہ صرف بیرون ہند کی ہندوستانی جماعتوں نے بلکہ بیرون ہند کے نومسلموں نے بھی تحریک جدید میں وہ شاندار قربانیاں کی ہیں۔ جو تاریخ اسلام میں ہمیشہ زندہ رکھی جائیں گی۔

بفضل خدا بیرون ہند کی ہندوستانی جماعتوں نے عام طور پر اپنے وعدے ہندوستان کے لئے، جو تاریخ مقرر ہوتی رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ بیرون ہند کی ہندوستانی جماعتوں میں وعدہ کرنے کے بعد ادائیگی کی جو آخری تاریخ ۳۰ر نومبر ہوتی ہے۔ عام طور پر اسی تاریخ تک وعدوں کو پورا کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔

تحریک جدید سال ششم کا اعلان بیرون ہند کی جماعتوں میں بھی پہنچ چکا ہوگا۔ اور ہر جماعت اور ہر فرد اس جدوجہد میں ہوگا۔ کہ وہ اپنا وعدہ سال ششم جلد سے جلد اپنے امام کے حضور پیش کرے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ بیرون ہند کی جماعتیں خصوصاً ہندوستانی جماعتیں ۳۱ر جنوری تک اپنے وعدوں کی فہرستیں مکمل کر کے بھجوا دیں گی۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ تحریک جدید کا جہاد یقیناً اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اس میں حصہ لینے والوں کی تعداد اتنی ہی ہے۔ جتنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشف میں بیان ہوئی۔ اس کے علاوہ بیسیوں رویاء و کشوف اور الہامات اس تحریک کے بابرکت ہونے کے متعلق لوگوں کو ہوئے۔ بعض کو رویاء میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بتایا۔ کہ یہ تحریک بابرکت ہے۔ اور بعض کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا۔ کہ یہ تحریک بابرکت ہے۔ اور بعض کو الہامات ہوئے۔ کہ یہ تحریک بہت مبارک ہے۔ غرض یہ ایک ایسی تحریک ہے۔ جس کے بابرکت ہونے کے متعلق بیسیوں رویاء اور کشوف اور الہامات کی شہادت موجود ہے۔ اس کے علاوہ تحریک جدید کے واقعات اس کشف سے بہت حد تک ملتے جلتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا۔ اور جس میں بتایا گیا تھا۔ کہ آپ کو پانچہزار سپاہی دیا جائیگا۔ چنانچہ اسکی تعداد شروع سے پانچہزار کے گرد چکر کھا رہی ہے۔

پس ایسی مبارک تحریک میں شامل ہو کر ثواب حاصل کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ کیونکہ اس تحریک کے متعلق حضور فرما چکے ہیں۔ کہ میں سمجھتا ہوں۔ اگر ایک مرتے ہوئے باایمان انسان کے کانوں میں بھی یہ تحریک پہنچ جاتی۔ تو اسکی رگوں میں بھی خون دوڑنے لگتا۔ اور وہ سمجھتا۔ کہ میرے خدا نے میرے مرنے سے پہلے ایک ایسی تحریک کا آغاز کرا کے اور مجھے اسمیں حصہ لینے کی توفیق عطا فرما کر میرے لئے اپنی جنت کو واجب کر دیا۔ پس یہی وہ تحریک ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اخلاص سے قربانی کرنے والوں پر جنت واجب کر دیتی ہے۔ لہذا نہ صرف ہندوستان کی جماعتیں بلکہ بیرون ہند کی ہندوستانی جماعتیں بھی اپنے وعدوں کو اپنے موعود خلیفہ کے حضور ۳۱ر جنوری ۱۹۴۱ء تک پیش کرنے کی پوری جدوجہد کریں۔

بے شک بیرون ہند کے جو وعدے اس وقت تک حضور کے پیش ہوئے ہیں۔ وہ بہت شاندار اور قابل تعریف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کو جزائے خیر دے۔

ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب نیروبی ۔۔۔۔۶۰۰ ۲۴۴

مسٹر مالک رام صاحب ایم۔ اے جالندھری مصر نے پچیس روپیہ کا وعدہ کیا اور آپ نے گذشتہ پانچ سال کا چندہ تحریک جدید بھی یکمشت بھیج دیا تا آپ کا نام بھی اس لسٹ میں آجائے۔

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب میگاڈی ۔۔۔۔ ۴۴

ڈاکٹر لعل الدین احمد صاحب ۱۰/۔ شلنگ۔

سید اقبال شاہ نیروبی ۔۔۔۔۶۰ - مولوی جلال الدین صاحب شمس لنڈن ۲ پونڈ۔

ڈاکٹر عبد الغفور صاحب سروبایا ۔۔۔ ۱۳ یہ رقم آچکی ہے۔ غرض بیرون ہند کی وہ جماعتیں جن کے وعدے ابھی نہیں پہنچے۔ وہ ایسی شاندار قربانی کا نمونہ پیش کریں۔ جو ایک مومن مخلص کی شان کے شایاں ہے۔ اور یہی قربانیاں ہیں۔ جو جماعتوں کو بڑا بناتی ہیں۔ کیونکہ بڑائی تعداد سے نہیں بلکہ بڑی قربانیوں سے ہے۔

پس بیرون ہند کی جماعتیں بھی اپنے وعدے ۳۱ر جنوری تک پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ مگر ہندوستان کی جماعتیں بھول نہ جائیں کہ ۳۱ر جنوری تک وہ اپنے وعدے حضور کے پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق عطا فرمائے۔ والسلام۔ خاکسار برکت علی خاں فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

ثنائی مشن!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے تقسیم کردہ اشتہار کا جواب

اخبار اہلحدیث ۲۹ دسمبر ۱۹۳۹ء میں "قادیانی مشن" کے زیر عنوان ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کے نیچے لکھا ہے۔ کہ :۔ "یہ مضمون بصورت اشتہار چھپوا کر مرزائیوں کے سالانہ جلسوں کے موقعہ پر قادیان اور لاہور میں مفت تقسیم کیا گیا"

جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا۔ اسی وقت سے لے کر اب تک مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنا انتہائی زور اس امر پر صرف کر چکے ہیں۔ کہ کسی طرح وہ اس جماعت کو ملیا میٹ کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔ مگر ان کی اس کدو کاوش کا یہ نتیجہ نکلا۔ کہ جماعت احمدیہ کے سب سے پہلے جلسہ سالانہ منعقدہ ۱۸۹۱ء میں تو کل ۷۵ آدمی شریک ہوئے۔ مگر اب جو جلسہ ہوا۔ اس میں چالیس ہزار سے زائد اشخاص شامل ہوئے۔ اور سلسلہ احمدیہ کی دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری وہمچو قسم مخالفین کی کوششوں کو خسر ھنالك المبطلون کا مصداق ثابت کر دیا۔ اور یہ صرف ہم ہی نہیں کہتے بلکہ اس پر سلسلہ احمدیہ کی پچاس سالہ دور کی ترقی شاہد ناطق ہے۔

علاوہ ازیں مولوی ثناء اللہ صاحب کی کوششوں کا نتیجہ اخبار سیاست کے حسب ذیل ریویو سے بھی عیاں ہے۔ جو لکھتا ہے :۔

"مولوی ثناء اللہ صاحب مرزائیوں کی مخالفت کے لئے ایک غیر معمولی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ ان کی عمر کا ایک بڑا حصہ "قادیانی تحریک کی بیخکنی کی کوشش میں گزرا ہے۔ لیکن یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اعداد و شمار کی بنا ر پر مولانا قادیانی صفوں کو درہم برہم کرنے اور قادیانیوں کو اپنے عقائد سے برگشتہ کرنے میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں۔

اخبار "سیاست" نے مولوی صاحب کی اس خدمت دین کے بہانہ سے ان کی اصل غرض کا بھی راز افشا کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے :۔

"تاہم ایک آنے کی چیز کے تین آنے دام رکھنا بتا رہا ہے۔ کہ خدمتِ دین کے وقت بھی ہمارے مولانا مفاد دنیا سے بے پروا نہیں ہوتے" (اخبار سیاست ۱۳ دسمبر ۱۹۲۸ء)

پس مولوی ثناء اللہ صاحب کا جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایسے اشتہارات کی اشاعت کی کوشش کرنا دراصل "لاضلنّہم" کے فرائض کی ادائیگی کے لحاظ سے ان کا یہ ضروری حصہ ہے۔ جسے وہ پورا کرتے ہیں۔ مگر معلوم ہے۔ کہ یہ ڈیوٹی پہلے اپنے ذمہ جس نے لی تھی۔ خدا تعالےٰ نے اسکو کیا جواب دیا تھا۔ وہ جواب یہ تھا۔ ان عبادی لیس لك علیھم سلطان۔ کہ میرے بندوں پر تیری کوششیں قطعاً اثر انداز نہ ہونگی۔ اور جو متلاشیانِ حق ہیں۔ خدا ان کی راہنمائی کے سامان پھر بھی کرتا رہا کرے گا۔ سو خدا کے فضل سے اب بھی یہی حال ہو رہا ہے۔

اور اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس سے انکار ہو۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ وہ ثابت کریں کہ انہوں نے گذشتہ مواقع کو جانے دو۔ اسی جلسہ پر اپنے اشتہارات سے کتنے احمدیوں کو احمدیت سے ہٹا کر اپنے ساتھ شامل کر لیا ہے۔ اس کے خلاف ہم بتاتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے ارشاد مندرجہ بالا کے مطابق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے دستِ مبارک پر صرف اس جلسہ سالانہ پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والے مردوں کی تعداد ۳۴۲ ہے۔ اور ابھی مستورات کی بیعت اس کے علاوہ ہے۔ پس مولوی صاحب کی یہ کوششیں بھی جماعت احمدیہ کی ترقی کے لئے کھاد کا کام دے رہی ہیں۔ اور ان کے اشتہارات کئی ناواقفوں کو اس سلسلہ کے حالات پر غور کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ پس ہمیں ان کی کوششوں سے نقصان نہیں۔ بلکہ فائدہ ہی ہے۔

چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب خود بھی ایک موقعہ پر اس فائدہ کا بایں الفاظ اقرار کر چکے ہیں کہ :۔

"فتنہ "قادیانی دُور دُور تک پھیلا ہوا ہے" (اہلحدیث ۲۴ مارچ ۱۹۳۹ء)

ایسا ہی ۲۳ جون ۱۹۳۹ء کے اہلحدیث میں بھی اقرار کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "ترقی کی"

اب اس کے مقابل ان کی کوششوں سے جو ان کو فائدہ یا جماعت احمدیہ کو نقصان ہوا۔ اس کے جواب کے لئے اخبار "سیاست" کا مندرجہ بالا نوٹ ہی کافی و شافی ہے۔

اگرچہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس اشتہار کے جواب کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ تاہم اس غرض کے لئے کہ دوستوں کو معلوم ہو سکے۔ کہ مولوی صاحب نے کونسی تیس مار خانی کی ہے۔ جواب دینا مناسب ہوگا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس اشتہار کے عنوان میں لکھا ہے :۔ "مسیح موعود کے آنے کا وقت ابھی نہیں آیا۔" اس عنوان کے ثبوت کے لئے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ازالہ اوہام ص ۶۹۲-۶۹۳ سے حسب ذیل عبارت پیش کی ہے :۔

"منجملہ ان علامات کے جو اس عاجز کے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں پائی جاتی ہیں۔ وہ خدمات خاصہ ہیں جو اس عاجز کو مسیح ابن مریم کی خدمات کے رنگ پر سپرد کی گئی ہیں۔ کیونکہ مسیح اس وقت یہودیوں میں آیا تھا۔ جبکہ توریت کا مغز اور بطن یہودیوں کے دلوں پر سے اٹھایا گیا تھا۔ اور وہ زمانہ حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد تھا۔ کہ جب مسیح ابن مریم یہودیوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا تھا۔ پس ایسے ہی زمانہ میں یہ عاجز آیا۔ کہ جب قرآن کریم کا مغز اور بطن مسلمانوں کے دلوں پر سے اٹھایا گیا۔ اور یہ زمانہ بھی حضرت مثیل موسیٰ کے وقت سے اسی زمانہ کے قریب قریب گزر چکا تھا۔ جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان میں زمانہ تھا۔

اس پر مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں :۔

"یہ عبارت اپنا مطلب صاف بتا رہی ہے۔ کہ مسیح موعود کی تشریف آوری کا زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے انتقال سے چودہ سو سال یعنی پندرھویں صدی ہجری ہے۔ اور آج ۱۳۵۸ھ گزر رہا ہے۔ اگر مدینہ منورہ میں حیات نبوی کے دس سال نکال دیئے جائیں۔ تو انتقال نبوی سے ۱۳۴۸ سال رہ جاتے ہیں۔ اس حساب سے آج بھی بقول مرزا صاحب مسیح موعود کے آنے میں پورے باون (۵۲) سال باقی ہیں۔ پھر کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ مرزا صاحب مسیح موعود تھے۔ جبکہ ابھی مسیح موعود کے آنے کا وقت ہی نہیں آیا۔"

ناظرین آپ نے مندرجہ بالا عبارت سے مولوی ثناء اللہ صاحب کا اصل اعتراض جو مغالطہ دہی کے لئے کیا گیا ہے۔ ملاحظہ کر لیا ہوگا۔ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اصل عبارت پر ناظرین کے سمجھنے کے لئے نشان لگا دیئے ہیں جن سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو باتیں پیش کی ہیں۔ اوّل یہ کہ جیسی مسیح ناصری کی آمد کے وقت یہودیوں کی حالت تھی۔ ویسے ہی آج مسلمانوں کی حالت ہے۔ دوئم یہ کہ حضرت موسیٰؑ کے چودہ سو سال بعد حضرت مسیح آئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے بعد میری آمد کے وقت بھی اسی کے قریب قریب عرصہ گزر چکا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اول الذکر امر کو تو چھوڑ دیا۔ اور ثانی الذکر کو لے لیا۔ اور اس میں بھی مغالطہ دینے کی کوشش کی۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ بالا عبارت سے ہرگز یہ منشا نہیں۔ کہ حضرت موسیٰؑ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پورے ۱۴۰۰ سال بعد حضرت عیسی علیہ السلام آئے تھے۔ اور اس میں سال تک کا فرق نہ تھا۔ اور نہ ہی پیشگوئیوں میں ایسا ہوا کرتا ہے۔ کہ اگر کہیں مشابہت کا ذکر ہو۔ تو ضروری نہیں ہوتا۔ کہ وہ مشابہت من کل الوجوہ اس میں پائی جائے۔ چنانچہ احادیث کی رو سے مسیح موعودؑ کی آمد کا زمانہ ۱۲۰۰ کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔ گویا اگر مسیح موعود تیرھویں صدی میں آجائیں۔ تو بھی پیشگوئی کے منشاء کے خلاف نہیں۔ اور اگر تیرھویں صدی کے آخر یا چودھویں صدی کے سر پر آجائیں۔ تو بھی پیشگوئی درست ہے۔ لیکن اگر احادیث میں فرمودہ پیشگوئیوں کا منشاء ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اعتراض میں لکھا ہے۔ کہ

"مسیح موعود کی تشریف آوری کا زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انتقال سے چودہ سو سال بعد یعنی پندرھویں صدی ہجری ہے۔" تو وہ ان ائمہ کرام کی نسبت کیا فتوے دیں گے۔ جنہوں نے مسیح ومہدی کا زمانہ تیرھویں صدی اور غایت کار چودھویں کا سر ٹھہرایا تھا۔ جن کا کسی قدر ذکر حجج الکرامہ مولفہ نواب صدیق حسن خاں صاحب کے صفحہ ۳۹۴ و صفحہ ۳۹۵ میں موجود ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان پیشگوئیوں اور نیز مشہور حدیث مجدد میں بیان فرمودہ وقت کے مطابق "صدی کے سر" یعنی تیرھویں اور چودھویں صدی کے سر پائے۔ اور اسی امر کا حضور نے ازالہ اوہام کی پیش کردہ عبارت میں ذکر فرمایا ہے۔ اور اس طرح آپ کا خدا تعالےٰ نے ذوالقرنین ہونا بھی ثابت کر دیا۔

اب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت میں بیان کردہ امر اول کی طرف آتے ہیں۔ جسے مولوی ثناء اللہ صاحب نے نظرانداز کر دیا تھا۔ جس میں فرمایا تھا۔ کہ:۔

"ایسے ہی زمانہ میں یہ عاجز آیا۔ کہ جب قرآن کریم کا مغز اور بطن مسلمانوں کے دلوں پر سے اٹھایا گیا۔"

سو واضح ہو۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اشتہار کے عنوان "مسیح موعود کے آنے کا وقت ابھی نہیں آیا" میں جس کذب بیانی کا ذکر کیا تھا۔ اس اشتہار کو اخبار اہلحدیث ۲۹ر دسمبر میں شائع کرنے کے وقت خدا تعالیٰ نے ان کے اس کذب اور دھوکا کا بھی اسی پرچہ میں راز فاش کر دیا۔ یعنی مسیح ناصری کی آمد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے وقت مسلمانوں کی حالت کا متشابہ ہونا۔ اور یہی اصل بھاری علامت مصلحین کے پہچاننے کی ہوتی ہے۔ لیکن خدا کی قدرت دیکھئے۔ کہ ۲۹ر دسمبر کے اخبار اہلحدیث کے صفحہ ۵ پر مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ "مسیح موعود کے آنے کا وقت ابھی نہیں آیا۔" مگر اسی پرچہ کے صفحہ ۱۱ پر حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا دعویٰ کا بایں الفاظ اعتراف کیا گیا ہے:۔

"آہ افسوس صد افسوس۔ ہم مسلمان اور محمدی جھنڈے کے نیچے ہیں۔ مگر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق کی بو تک ہم میں نہیں ہے۔ ترش روئی۔ کج خلقی۔ بد معاملگی۔ سنگدلی۔ فحش گوئی۔ کوچہ گردی۔ آوارہ گردی۔ بے مروتی اور بے دردی ہمارا خاصہ ہے۔"

ایسا ہی یہی امرتسری مولوی صاحب ۲۳ر جون ۱۹۳۹ء کے اہلحدیث میں لکھ چکے ہیں:۔

"ہم مسلمانوں نے اپنے پیشوا محمد رسول اللہ صلعم کے صحیح اور احسن طریقہ پر چلنا ترک کر دیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمان بڑی سرعت سے عمیق ضلالت کے گڑھے میں دھنسے جا رہے ہیں۔"

یہ تو صرف بطور نمونہ دو مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ ورنہ اخبار اہلحدیث کے فائل اس قسم کے بیانات سے پُر ہیں۔ جن میں "اپنا گھوڑا گھوڑ دوڑ میں بنی اسرائیل سے بھی آگے بڑھا دیا۔" کا اقرار کیا گیا ہے۔

اب ناظرین ایک طرف مولوی صاحب کے اشتہار کا عنوان رکھ کر اور دوسری طرف (قرآن کریم اور احادیث کے اس بیان کی روشنی میں کہ انبیاء ومصلحین کی آمد کے وقت لوگوں کی کیا حالت ہوا کرتی ہے) مولوی صاحب کے قلم سے مسلمانوں کی حالت کا نقشہ ملاحظہ کرتے ہوئے غور کریں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے (جن کو اہلحدیث کے ۲۹ر دسمبر ۱۹۳۹ء ہی کے صفحہ ۷ پر "امام اسلام" قرار دیا گیا ہے) مخلوق خدا کو کس قدر دھوکا دینے اور قرآن کریم واحادیث اور ائمہ کرام کی بیان کردہ باتوں کے جھٹلانے کی سعی ناکام کی ہے۔ اور اپنی طرف سے ان زبردست دلائل وبراہین کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو ورغلانے کی کوششیں کی ہیں۔ جن کی تردید وہ خود اپنے اخبار ہی کے ذریعہ کر رہے ہیں۔

پس مولوی ثناء اللہ صاحب بے شک ایک اشتہار نہیں۔ لاکھوں اور کروڑوں اشتہارات شائع کریں۔ ان کی اب کوششوں سے سلسلہ حقہ احمدیہ کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ کیونکہ اب تائیدات الٰہیہ سے ؎

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں میں ناگاہ زندہ وار

اب یہ الٰہی رَو ان کے روکنے سے نہیں رک سکتی۔ بلکہ یہ سلسلہ دن بدن ترقی ہی ترقی کرتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

خاکسار سید احمد علی مولوی فاضل آف گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ۔ حال قادیان

جنہوں نے سال پنجم ادا نہیں کیا مگر مہلت حاصل کر لی ہے انکو سال ششم کا وعدہ کرنے کی اجازت ہے

وہ احباب جنہوں نے سال پنجم کا وعدہ پورا نہیں کیا۔ مگر مہلت حاصل کر چکے ہیں۔ یا وہ جو ۳۱ر جنوری ۱۹۴۰ء تک عطا کردہ مہلت سے فائدہ اٹھا کر وعدہ سال پنجم ادا کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے دریافت کیا ہے۔ کہ کیا ان کو سال ششم کا وعدہ کرنے کی اجازت ہے۔ ایسے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ان کو سال ششم کا وعدہ اپنے امام کے حضور پیش کرنے کی عام اجازت ہے۔ کیونکہ ان کا ارادہ اور نیت وعدہ سال پنجم مہلت حاصل کردہ کے اندر پورا کرنے کا ہے۔ پس ان کو سال ششم کا وعدہ کرنے کی اجازت ہے۔ والسلام۔

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید

ضروری اطلاع

جیسا کہ دسمبر کے پرچہ میں یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ جن خریداران نے جلسہ پر چندہ ادا نہ کیا۔ نہ اطلاع دی۔ ان کے نام جنوری میں وی۔ پی کئے جاویں گے۔ اس کے مطابق ایسے سب خریداروں کے نام وی۔ پی جاری ہو چکے ہیں۔ وصول پا کر ثواب حاصل کریں ورنہ اخبار بند کر دیا جائے گا۔ (مینیجر)

طبیہ عجائب گھر کے چند خاص الخاص مجربات

---

(۱) **روحِ نشاط**:۔ یہ بیش قیمت جواہرات سونا۔ چاندی۔ عنبر مروارید وغیرہ اجزاء سے مرکب ہے۔ اس کا استعمال مردہ دلوں کے اندر روح زندگی پیدا کرتا ہے۔ اور قلبی عوارض کو دور کر کے طبیعت میں نئی جولانی۔ امنگ اور بشاشت پیدا کرتا ہے۔

(۲) **بسنت مالتی رس**۔ ویدک طب کی ایک مایۂ ناز چیز ہے۔ جو سونا۔ چاندی مروارید وغیرہ سے کئی ماہ کی محنت شاقہ سے تیار کی جاتی ہے۔ روح نشاط کے ساتھ اس کا استعمال نورٌ علیٰ نور ہے۔ اور اس کا علیحدہ استعمال بھی قلبی امراض۔ ضعف۔ سنگرہنی۔ اسہال اور بخار وغیرہ امراض میں بے حد نافع ہے۔

(۳) **کیمیائے عشرت**:۔ امساک کے لئے خاص چیز ہے۔ اس کے اجزاء میں گولڈ کلورائیڈ۔ عنبر زعفران وغیرہ شامل ہیں۔ قوت کو بڑھاتی ہے۔ اور طبیعت میں سرور پیدا کرتی ہے۔ زیادہ تعریف مناسب نہیں۔ استعمال کر کے دیکھیں۔

(۴) **زرد جام عشق**:۔ یہ وہی شہرۂ آفاق نسخہ ہے۔ جو رؤساء اور امراء استعمال کرتے ہیں۔ تفصیلی بیان کی گنجائش نہیں۔ اس سے بڑھ کر مبہی شاید ہی کوئی دوا ہو۔ آزما کے دیکھیں۔ کئی شہادتوں میں سے صرف ایک ملاحظہ کریں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب فرماتے ہیں:۔ "میں طبیہ عجائب گھر سے ایک عرصہ سے ادویہ وغیرہ لیتا رہا ہوں۔ جہاں تک میرا تجربہ ہے۔ مالک طبیہ عجائب گھر نہایت شوق۔ محنت اور دیانتداری سے ادویہ تیار کرتے ہیں۔ اور پوری کوشش سے خالص اور اعلیٰ درجہ کے مفردات مہیا کرتے ہیں۔ یونانی اور ویدک ادویہ یہاں سے نہایت اعلےٰ درجہ کی مل سکتی ہیں۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ جو دوست بھی ان سے ادویہ خرید فرمائیں گے۔ وہ ہر طرح سے مطمئن ہوں گے۔ خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے متعدد نسخہ جات اعلیٰ درجہ کی ادویہ سے تیار کئے جاتے ہیں۔" فہرست مفت طلب کریں۔

پروپرائٹر طبیہ عجائب گھر رجسٹرڈ قادیان

عیسائی مشن!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا قرآن مجید کتب مقدسہ کا خوشہ چین ہے؟

اعدائے اسلام کے ایک مایۂ ناز اعتراض کا جواب

(قسط اول)

(۱)

عیسائی ناقدین کی طرف سے اسلام پر جو سب سے بڑا اعتراض کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اسلام دیگر مذاہب کا خوشہ چین ہے قرآنی تعلیمات انبیائے ماسبق کے صحائف کے مطابق ہیں۔ اسلیئے ان سے ماخوذ ہیں۔ قرآن بائیبل۔ یہود کے طالمود اور مجوسں کی قدیم کتابوں سے مترتب ہے۔ قرآنی قصص و واقعات اقتباسات اور عندیات کا مجموعہ ہیں۔ چنانچہ اس موضوع پر متعدد کتابیں شائع کی جاچکی ہیں۔ جس کے ذیل میں ینابیع الاسلام نصاریٰ کی ایک مایۂ ناز صد افتخار کتاب کا نام لیا جاتا ہے۔ جس کے مصنف نے اسلام کا مطالعہ بالکل غلط زاویۂ نگاہ سے کیا۔ اور یہ ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن ناکام و بیکار محض۔ کہ قرآن میں بائیبل کے مضامین کی کثرت ہے۔ قرآنی تعلیمات و واقعات معاذ اللہ بائیبل و طالمود سے مسروقہ ہیں۔ اور اس سراپا باطل تحقیق کی بنیاد اس معیار پر قائم کی۔ کہ قرآن اور بائیبل میں بہت سی تعلیمات میں باہمد گر مماثلت پائی جاتی ہے۔ اور مزید برآں واقعات و قصص ملتے جلتے ہیں۔ بس یہ نقش مماثلت اس امر کی محکم دلیل ہے۔ کہ العیاذ باللہ قرآن کا ماخذ الہام ربانی نہیں۔ بلکہ بائیبل طالمود اور قدیم کتب مقدسہ ہیں۔ پادری سیل اور ریورنڈ وہیری اپنے ترجمہ قرآن میں جرمن کے ہر سفیلڈ نے اپنی کتاب نیو ریسرچ میں اور سر ولیم میور نے اس موضوع پر مقدور بھر خامہ فرسائی کی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس ذات پر سرقہ کا ناپاک اتہام قائم کیا ہے۔

(۲)

لیکن جہاں تک عقل و فہم اور واقعات کا تعلق ہے۔ عیسائی ناقدین کی یہ تحقیق سراسر باطل ہے۔ اور قرآن اور بائیبل کی بعض تعلیمات میں مماثلت کی بنا پر یہ نظریہ اخذ فریب نظر اور سراب محض ہے۔ اس معیار کی بنیاد ریگ رواں پر ہے۔ ہاں اسکی کوئی حقیقت و اصلیت نہیں۔ یہ اللہ تعالےٰ کی سنت مستمرہ ہے۔ کہ نئی شریعت کے نزول کے وقت سابقہ شریعت کا جو حصہ رکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ اسے رکھ لیا جاتا ہے۔ اور جو حصہ اقتضائے زمانہ کے ماتحت اس قابل نہیں ہوتا۔ اسے مٹا دیا جاتا ہے۔ اور اسکی جگہ اس جیسی یا اس سے بہتر تعلیم دے دی جاتی ہے۔ چنانچہ خداتعالےٰ فرماتا ہے۔ ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا نأت بخیر منھا او مثلھا۔ پس جو حصہ سابقہ تعلیمات کا بحال رکھا جاتا ہے۔ اسے مسروقہ کہنا سراسر جہالت اور تمام کتب مقدسہ کی توہین ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ پامر اپنے انگریزی ترجمہ قرآن میں لکھتا ہے۔ کہ دنیا کا کوئی مذہب یا مذہبی کتاب کامل جدت طرازی کا دعویٰ نہیں کرسکتی (صفحہ ۶۳ جلد ۶ حصہ ۱)

(۳)

علاوہ بریں اسلامی تعلیمات انبیائے ماسبق کی تعلیمات سے بالکل ممتاز اور نرالی ہیں۔ تورات و انجیل کی طرح صرف ایک قوم کی ہدایت و تعلیم کے لیئے صرف ایک پہلو پر زور نہیں دیا گیا۔ بلکہ قرآنی تعلیمات تمام انسانی پہلوؤں پر مشتمل اور ہر جہت سے مکمل اور عالمگیر لائحہ عمل ہیں۔ لیکن چونکہ ان سب تعلیمات کا منبع اور سرچشمہ ایک ہی ہے۔ یعنی ذات الٰہی۔ ان کا ماخذ واحد ہے۔ یعنی الہام ربانی۔ ان کا مقصد اور پروگرام مشترک ہے۔ یعنی گمراہوں کو ہدایت کرنا اور فلاح عطا کرنا۔ پھر ان کے لانے والوں میں روحانی یگانگت تھی۔ اور ان کا دین واحد تھا۔ اسلیئے ان تعلیمات میں ایک گونہ اشتراک و مشابہت ہے۔ اور یہ مطابقت اور توارد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم سے ہی مختص نہیں۔ بلکہ انبیا علیہم السلام کی تعالیم اور ان پر نازل شدہ کتابوں میں باہمد گر مماثلت و مشابہت پائی جاتی ہے۔ لیکن یہ نقش مماثلت ہرگز اس امر کی دلیل نہیں۔ کہ سابقہ تعلیمات قدیمی تعلیمات سے مسروقہ ہیں۔ کیونکہ الٰہی احکام بلحاظ ضرورت زمانہ انبیاء کے ذریعہ دہرائے جاتے ہیں۔

(۴)

خدارا غور تو کرو۔ اگر اسی معیار پر بائیبل کو جانچا جائے۔ جو مفروضہ معیار قرآن کے لیئے استعمال کیا جاتا ہے۔ تو کیا یہ مبرہن حقیقت نہیں۔ کہ عہد جدید عہد عتیق سے مسروقہ ہے۔ کیونکہ عہد جدید کی بہت سی آیات۔ واقعات اور مایۂ ناز تعلیمات عہد عتیق سے بالکل مشابہ ہیں۔ سرِمو فرق نہیں۔ چنانچہ اسی دعویٰ کی صداقت کے لیئے متعدد مثالیں ہدیۂ احباب کی جائیں گی۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو محض امی تھے۔ اور بائیبل کا عربی ترجمہ مکمل یا کتابی صورت میں بھی موجود نہ تھا۔ تو اندریں صورت آپ پر سرقہ یا اقتباس کا الزام شائستہ اعتناء اور قرین قیاس بھی نہیں ہوسکتا۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام نے تو تورات و طالمود اور صحف انبیاء ایک اسرائیلی فاضل سے سبقاً سبقاً پڑھے تھے۔ اور آپ صحف انبیاء کے زبردست عالم تھے۔ (لوقا $\frac{2}{16}$) تو ان حالات میں یہودیوں کی طرف سے آپ پر سرقہ کا الزام بہت زیادہ محکم اور قوی ہوجاتا ہے۔ چنانچہ

(۱) ایک یہودی فاضل نے ثابت کردیا ہے کہ انجیل کی اخلاقی تعلیم یہودیوں کی کتاب طالمود اور بعض چند اور بنی اسرائیل کی کتابوں سے لی گئی..... اور اس فاضل نے دکھلا دیا ہے۔ کہ درحقیقت انجیل مجموعہ مال مسروقہ ہے۔ اس نے حد کردی ہے۔ اور خاص کر پہاڑی وعظ کو جس پر عیسائیوں کا بہت کچھ ناز ہے۔ طالمود سے اخذ کرنا لفظاً بلفظ ثابت کردیا ہے۔ اور ایسا ہی دوسری کتابوں سے وہ عبارتیں نقل کرکے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ (چشمہ مسیحی صفحہ ۴)

(ب) چنانچہ مسٹر پامر نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔ کہ عہد جدید میں بہت کچھ صحف سابقہ اور طالمود سے ماخذ ہے۔ بہت سی انجیلی تمثیلات طالمود میں ملتی ہیں۔ (انگریزی ترجمہ قرآن) اور پھر پولوس (جو کہ موجودہ مسیحیت کا معمار ہے) کی تعلیمات یونانی فلسفہ سے شدید مشابہت رکھتی ہیں۔ ایک مسیحی محقق لکھتا ہے۔ "نظر انصاف سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت سی باتوں کے لحاظ سے یونان کے فلسفیوں کی تعلیم مسیحی دین کی تعلیم کا پیش خیمہ تھی۔ اور یونانیوں کے اس مذہب نے مسیحی دین کے لیئے ایک راستہ کھول دیا۔ یونانیوں کا یہ مذہب ایک رنگ بدل کر رومی حکومت کی تعلیم یافتہ جماعت میں اس وقت رائج تھا۔ جبکہ دین عیسوی کا ظہور ہوا۔" (تاریخ مذاہب صفحہ ۱۴۲ شائع کردہ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور)

الغرض یہ ایک بدیہی حقیقت ہے۔ کہ پولوسی تعلیمات یونانیوں کے فلسفیانہ مذہب سے ماخوذ ہیں۔ چنانچہ پولوس خود کہتا ہے۔ کہ میں یہودیوں کے لیئے یہودی بنا۔ تاکہ یہودیوں کو کھینچ لاؤں۔ جو لوگ شریعت کے ماتحت ہیں۔ ان کے لیئے میں شریعت کے ماتحت بنا۔ اگرچہ خود شریعت کے ماتحت نہ تھا۔ اور بے شرع لوگوں کے لیئے بے شرع بنا۔ تاکہ بے شرع لوگوں کو کھینچ لاؤں۔ میں سب آدمیوں کے لیئے سب کچھ بنا ہوں۔ ...... میں سب کچھ انجیل کی خاطر کرتا ہوں۔ تاکہ اوروں کے ساتھ اس میں شامل ہوں۔ (کرنتھیوں $\frac{1}{9}$ تا ۲۳)

اس اقتباس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ پولوس نے مسیحی مذہب کو ہر دلعزیز بنانے کے لیئے موجود الوقت اقوام کا لحاظ رکھا۔ اور مسیح کے نام پر ایسے باطل عقائد داخل کلیسیا کردیئے۔ جو یونانی فلسفہ کے خلاف نہ تھے۔ اور یہودیوں کی تعلیم کے بھی مشابہ تھے۔ مثلاً "تثلیث فی التوحید وغیرہ" چنانچہ انجیل برنباس نے بڑے کروفر اور شدومد سے اس راز کو افشاء کیا ہے۔ کہ پولوس نے ہی تثلیث کی تعلیم دی۔ اور برنباس لکھتا ہے۔ کہ میرے انجیل لکھنے کا مقصد یہ ہے۔ تاکہ پولوسی تعلیمات کا خاتمہ ہو۔ اور مسیح کی حقیقی تعلیمات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آشکارا ہوں۔ (دیکھو انجیل برنباس پہلا باب آخری باب) پس جن کے گھر کا یہ حال ہو۔ ان کو قرآن پر زبان طعن دراز کرنے سے شرم کرنی چاہیئے۔

(۵)

اصل الامر اور حقیقت واقعہ یہ ہے۔ کہ سابقہ تعلیمات بکھرے اور مرجھائے ہوئے پھول تھے۔ جن کو قرآن میں شادابی عطا ہوئی۔ اور ایک اعلیٰ و اجلیٰ فطری اور طبعی ترتیب کے ساتھ ایک گلدستہ کی صورت میں چن دیا گیا۔ رسول من اللہ یتلو صحفاً مطہرۃ فیہا کتب قیمۃ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ کہ یہ اللہ کی طرف سے رسول پاک صحیفے پڑھتا ہے۔ جن میں قائم رہنے والی کتابیں ہیں۔ یعنی قرآن میں کتب سماوی کی وہ تمام تعلیم جمع کر دی گئی ہے۔ جو دنیا میں تا ابد قائم رہنے والی اور عالمگیر صداقتوں اور ابدی ہدایتوں کا حکم رکھتی ہے۔ صحف مطہرۃ اسلیئے کہا۔ کہ سابقہ کتب میں ایسی تعلیم گندی آلائشوں میں ملوث تھی۔ انسانی آمیزش نے ان کی شکل بگاڑ دی تھی۔ لیکن قرآن میں وہ تعلیم حقیقی اور مطہر شکل میں داخل ہوئی۔ پس لاریب اسلام ان تمام خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ جو اسلام کے سوا دیگر مذاہب میں فرداً فرداً موجود ہیں۔ قرآن میں وہ تمام جواہر ریزے نئے اسلوب نئی طرز اور نئی جلا کے ساتھ ایک ہی سلک میں پرو دیئے گئے۔ جو معدن تعلیمات میں متفرق طور پر موجود تھے۔ لیکن گرد آلود تھے۔ قرآن ان پاک مضامین اور اصولوں پر حاوی اور مشتمل ہے۔ جو ماسبق انبیاء کی تعالیم میں بکھرے پڑے تھے۔ جو ناپاک عوارض میں ملوث تھے۔ جن کے ساتھ ناقص تعلیم مل گئی تھی۔ اسلام نے ان تعلیمات کو صاف و شفاف کیا۔ جلا بخشی۔ تو قرآن میں ان کی درخشندگی اور تابندگی آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر رہی ہے۔ دیگر تعلیمات گدلے سونے کے مشابہ تھیں۔ جو اس بحر ناپیدا کنار میں مل کر مصفا اور مجلیٰ ہو گیا۔ بعینہ اسی طرح جس طرح آفتاب عالمتاب کے بے پناہ انوار میں ستاروں کے انوار محو ہو جاتے ہیں۔ قرآن میں بعض سابقہ تعلیمات مدغم ہو کر چمکنے لگیں چنانچہ خدا تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وانزلنا الیک بالحق مصدقاً لما بین یدیہ من الکتاب ومھیمناً علیہ۔ سورہ مائدہ رکوع ۷)

"اے محمد رسول اللہ ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل کی۔ جو سب کتابوں کی مصدق ہے۔ اور سب پر شامل ہے"۔ سب تعلیمات کا عکس اس میں نظر آتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ کا یہ دلنواز اور جلیل القدر کلام مجید ع

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کا حقیقی مصداق ہے۔ جس حقیقت کو نہ سمجھتے ہوئے نادان عیسائیوں نے سرقہ کا الزام لگا دیا۔ لیکن اس بیان سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ قرآن نے کوئی نئی بات پیش نہیں کی۔ نہیں نہیں اول قرآن میں سابقہ تعلیمات کو ناپاک عوارض سے جدا کر کے ایک نیا رنگ دیا گیا۔ گویا پرانی مے نئے مشکیزہ میں بھری گئی۔ جیسا کہ قرآن کے متعلق فرمایا۔ تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل الکتاب۔ اور اس پر مستزاد نئے حقائق پر مشتمل تعالیم سے بہرہ اندوز کیا۔ سابقہ تعلیمات مختص الزمان مختص المکان اور مختص القوم تھیں۔ لیکن اسلام نے تمام دنیا کی ہدایت کے لیئے ایک اکمل و اشمل اور عالمگیر تعلیم پیش کی۔ جیسا کہ فرمایا۔ تفصیل کل شیء وھدی ورحمۃ۔ وما ھو الا ذکر للعالمین۔ سورہ قلم۔ حسن تعلیم کی نرالی شان خود مسٹر پامر ایسے فاضل کو تسلیم ہے۔ جو اسلام کا دشمن ہے۔ لیکن صداقت کا اعتراف کیئے بغیر نہ رہ سکا۔ الفضل ما شھدت بہ الاعداء۔ چنانچہ انگریزی ترجمہ قرآن میں لکھا۔ "پس اگر ہم قرآن کو اس معیار پر جانچیں۔ جو دوسرے مذاہب کے لیئے استعمال کرتے ہیں۔ تو ہمیں تسلیم کرنا ہوگا۔ کہ آنحضرت صلعم کا پیش کردہ مذہب حیرت انگیز طور پر انوکھا اور نرالا مذہب ہے۔ چنانچہ اس نے دنیا کی تاریخ میں سب سے پہلے اپنے ہموطنوں کے سامنے توحید الٰہی کا شاندار اصول (اسکی حقیقی شکل میں) پیش کیا"۔ ماخوذ

الغرض انبیاء کی تعلیمات میں مماثلت کی بناء پر اخذ و اقتباس کا الزام بالبداہت باطل ہے۔ اور عقل سلیم کے ساتھ مضحکہ کرنا ہے۔ اس معیار کا جائزہ اگر حق و تحقیق اور واقعات کی روشنی میں لیا جائے۔ تو اسکی زد سے کوئی ربانی صحیفہ بچ نہیں سکتا۔ (باقی دارد)

خاکسار عبد القادر احمدی لائل پور

تحریک جدید میں قربانیاں کرنیوالوں کا نام ادب و احترام سے تاریخ اسلام میں ہمیشہ زندہ رہے گا

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"میں نئے سال کی تحریک کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ میں نے پہلے بھی کہا ہوا ہے۔ اور اب پھر کہتا ہوں۔ کہ وہ لوگ جو قریب عرصہ میں برسر روزگار ہوئے ہیں۔ یا انہیں کوئی اور کام ملا ہو۔ جس سے وہ روپیہ کمانے لگ گئے ہوں۔ (جیسے وہ جو طالب علم تھے۔ یا جن کو تحریک جدید کا علم نہیں ہوا۔ یا جنہوں نے تحریک جدید کی اہمیت کو نہیں سمجھا تھا۔ مگر اب ان کو علم ہوا ہے۔ یا تحریک جدید کی اعلےٰ شان اور اعلیٰ خوبی سمجھ آگئی ہے۔ یا وہ جو نئے احمدی ہوئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان پر احسان کر کے اپنے سچے دین کا رستہ دکھلا دیا ہے۔ یا وہ جو پہلے نادار تھے۔ مگر اب اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے اپنی نعمتوں سے مالا مال کیا ہوا ہے۔ ایسے تمام احباب تحریک جدید سال ششم کے جہاد کبیر میں شامل ہو سکتے ہیں۔ بلکہ وہ گذشتہ پانچ سال کا چندہ بھی ادا کر کے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچ ہزار والی الٰہی فوج میں اپنا نام لکھوا سکتے ہیں۔ ایسے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ۳۱ر جنوری سنہ ۱۹۴۰ء تک اپنے وعدے لکھ کر سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور براہ راست پیش کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں۔ فنانشل سکرٹری، اسی طرح وہ جن کی اب پوزیشن بڑھ گئی ہے۔ اور پہلے سے انہیں اللہ تعالےٰ نے زیادہ وسعت عطا فرما دی ہے۔ وہ بھی اگر شامل نہ تھے۔ تو اب تحریک جدید میں شامل ہو سکتے ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے انہیں وسعت دی ہے۔ تو وہ تحریک جدید کے ثواب سے محروم نہ رہیں"۔

ایک دوست جو اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتے انہوں نے جبکہ ان کی آمدنی ماہوار قریباً پچاس ساٹھ روپیہ تھی۔ پہلے سال -/-/۲۵ دوسرے سال -/-/۳۰ تیسرے سال -/-/۵۰ دیئے۔ اور چوتھے سال ان کو اللہ تعالےٰ نے کچھ وسعت عطا فرمائی۔ تو ایک سو روپیہ دیا۔ اور پانچویں سال میں زیادہ وسعت ہونے پر انہوں نے -/-/۳۱۰ تحریک جدید میں دیئے۔ اور چھٹے سال انہوں نے -/-/۳۱۵ کا وعدہ اپنے امام کے حضور تحریک جدید سال ششم کا مختصر اعلان پڑھتے ہی لکھا۔ مگر جب ان کو حضور کا مفصل خطبہ ۲۴ر نومبر ملا۔ تو آپ نے -/-/۳۱۵ کو -/-/۱۵۱۵ کر دیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔ آپ نے لکھا۔ کہ میری اس حقیر رقم کا ذکر اخبار میں نہ کیا جائے۔ کیونکہ میری یہ قربانی اتنی حقیر ہے۔ کہ مجھے شرم و ندامت محسوس ہو رہی ہے۔ پس وہ احباب جو پہلے کلی طور پر نادار تھے۔ یا طالب علم تھے۔ یا جن کو علم نہیں ہوا۔ یا جنہوں نے تحریک جدید کی اہمیت کو نہیں سمجھا۔ وہ اب تحریک جدید میں شامل ہو کر اس کے فضلوں کے وارث ہوں۔ یاد رہے۔ کہ یہی وہ لوگ ہیں۔ جو دس سال تحریک جدید میں حصہ لیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشف ۱۸۹۱ء کے پورا کرنے والے ہیں۔ انہی لوگوں کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ کہ "تحریک جدید ان اہم تحریکات میں سے ہے۔ اسمیں حصہ لینے والے اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث ہوں گے جس طرح بدر کی جنگ میں شامل ہونے والے صحابہ اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے مورد ہوئے"۔ یہی وہ فوج ہے۔ جن کے نام منارۃ المسیح کی طرح مرکزی لائبریری کے ہال میں کندہ کر دیئے جاویں گے۔ تا آنے والی نسلیں ان کی یاد کو قائم رکھ کر ان کے لئے دعائیں کرتی رہیں یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کا نام تاریخ اسلام میں ادب و احترام سے ہمیشہ زندہ رہے گا۔ پس ایسی مبارک اور بابرکت تحریک میں جس کا موقعہ اللہ تعالیٰ نے صدیوں کے بعد عطا فرمایا ہے۔ شمولیت کا فخر حاصل کرنا ہر احمدی کا اولین فرض ہے۔ اخبار "فاروق" کے پڑھنے والے ہر احمدی سے درخواست ہے۔ کہ وہ تحریک جدید کی قربانیوں میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرے۔ مگر یہ سعادت اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ کو یاد رہے کہ چھٹے سال کی تحریک میں شامل ہونے کی آخری تاریخ ۳۱ر جنوری سنہ ۱۹۴۰ء ہے۔ اس کے بعد کسی کا وعدہ قبول نہ ہوگا۔ پس آپ اس اعلان کو پڑھ کر اگر وعدہ نہیں کیا۔ تو فوراً وعدہ لکھ کر حضور کی خدمت میں ارسال فرماویں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ والسلام خاکسار برکت علی خان فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

پیغامی مشن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قیام محبت بجواب پیغام محبت
(۲)

مسئلہ تکفیر کے متعلق گذشتہ پرچہ میں جواب عرض کر چکا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام غیر تشریعی نبی ہیں۔ اور آپ کا انکار کرنے والا درحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرنے والا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار خدا تعالےٰ کا انکار ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس حقیقۃ الوحی ص۱۶۳ پر فرماتے ہیں:-

"جو مجھے نہیں مانتا۔ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے"

اب میں امر دوم کو لیتا ہوں۔ مصنف پیغام محبت ٹریکٹ کے شروع میں تو کہتا ہے کہ جماعت کا نظم ونسق ایک منتظمہ جماعت کے ہاتھ ہونا چاہیئے۔ مگر ص۸ پر لکھتا ہے۔ کہ "ہمیں لفظ خلیفہ سے بحث نہیں۔ بلکہ اس مفہوم سے اختلاف ہے۔ جو خلیفہ کے لفظ سے پیدا کیا گیا ہے۔ خلیفہ کے لفظ کو بھی ہم اگر مان لیں۔ تو ہمیں دنیا میں کوئی نبی بھی ایسا نظر نہیں آتا۔ جس کے بعد خلفاء کا ایک غیر منقطع سلسلہ ہو"۔ اور اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں حضرت اقدس ؑ کی کتاب سر الخلافہ ص۱۵ اور ص۱۷ کی عبارت پیش کی گئی ہے اور اس کے بعد الوصیت کی عبارت نقل کرتے ہوئے کہ "انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے"۔ خود ہی کہتا ہے۔ کہ خلیفہ اول کو ہم نے حضرت کے مندرجہ ذیل فرمان کے بموجب مانا ہے۔ "صوفیاء نے لکھا ہے۔ کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول یا نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں۔ تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اسے مٹاتا ہے۔ اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اسی خلیفہ کے ذریعے اصلاح واستحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں یہی بھید تھا۔ کہ آپ کو خوب علم تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ خود ایک خلیفہ فرمائے گا۔ کیونکہ یہ خدا کا کام ہے۔۔۔۔۔۔ ایک الہام میں اللہ تعالےٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے۔ انت شیخ الذي لا یضاع وقتہ" (الحکم ۱۴ر اپریل ۱۹۰۸ء)

اس کے بعد مصنف نے یہ نتائج اخذ کئے ہیں:-

(۱) خلیفہ صرف نبی اور رسول کا نہیں بلکہ شیخ کا بھی ہوتا ہے۔ (۲) نبی یا شیخ کی وفات کے بعد خوف کو امن میں تبدیل کرنے والا خلیفہ صرف ایک ہی ہوا کرتا ہے۔ اس میں تسلسل نہیں (۳) حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو الہاماً شیخ فرماتے ہیں۔

(۱) پس ہم خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتے ہیں۔ کہ ہم نے مولوی نور الدین صاحب کو شیخ کا خلیفہ مانا نہ کہ نبی کا (۲) ہم اس خلافت میں حسب تصریح مسیح موعود تسلسل نہیں مانتے (۳) مولانا مولوی نور الدین کے خلیفہ بننے کے وقت خلافت کا اختیارات یا شورہ قومی میں یا اس سے الگ اس کا مقام زیر بحث لانا کسی کے خیال میں نہ تھا۔ اس وقت خلیفہ کے لفظ پر بحث قوم کے مدنظر نہ تھی"۔ (پیغام محبت ص۸)

اب میں ان کا جواب اسی ترتیب سے دیتا ہوں۔ نمبر اول کے متعلق ہمارا کوئی اختلاف نہیں۔ اس لئے اس کو بحث میں لانے کی ضرورت نہیں۔

نمبر دوم کے متعلق عرض ہے۔ کہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ سورہ نور میں فرماتا ہے۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفاسقون (سورہ نور ع۷)

ترجمہ:- اللہ تعالےٰ نے تم میں سے ان مومنوں سے وعدہ فرمایا ہے۔ جو اعمال صالحہ بجالاتے ہیں۔ کہ ضرور ضرور (اللہ) ان کو زمین میں خلیفہ بنایا کرے گا۔ جیسا کہ وہ خلیفے بناتا رہا ہے۔ جو ان سے پہلے تھے۔ اور ضرور ضرور مضبوط کردے گا ان کے لئے دین ان کا جو پسند کیا گیا ہے ان کے لئے اور یقیناً ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں گے۔ جو اس کے بعد ان کا انکار کرے۔ وہ فاسق ہے۔

گو یہ آیت اس وقت زیر بحث نہیں۔ مگر چونکہ ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ حضرت اقدس ؑ کی بشارات کے مطابق خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ خلیفہ ہیں۔ اور لاہوری حضرات اس آیت کا مطلب ابھی کل ہی کے خود ساختہ عقیدہ کے مطابق یہ بتاتے ہیں۔ کہ اس سے مراد صرف نبی یا مشائخ کا پہلا ہی خلیفہ ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر اس آیت کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں اس آیت میں جتنی ضمائر استعمال ہوئی ہیں۔ وہ جمع کی ہیں۔ جیسے لیستخلفنھم ولیمکنن لھم۔ دینھم۔ ارتضیٰ لھم لیبدلنھم۔ خوفھم۔ غرضیکہ جو ضمائر اس آیت کے تحت میں آتی ہیں۔ وہ جمع ہیں۔ جن کے معنے بلاچون وچرا جمع ہی کے ہیں۔ قرآن کریم میں آنحضرت صلعم کو کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً (سورہ مزمل) کہہ کر مثیل موسیٰ قرار دیا ہے۔ اور استخلاف والی آئت میں موسیٰ علیہ السلام کی امت کی طرح خلفاء کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور لؔ اور نؔ تاکید لگا کر یقین دلایا ہے۔ کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام کی امت میں لگاتار خلفاء کا سلسلہ رہا ہے۔ ایسے ہی آپ کی امت میں بھی خلفاء کا سلسلہ جاری رہے گا۔ پس اس آیت میں کسی ایک لفظ سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پہلا ہی خلیفہ صرف اللہ تعالےٰ بناتا ہے مگر میں حیران ہوں ان عقل کے اندھوں پر جنہوں نے یہ عقیدہ حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور اسی پر بس نہ کرتے ہوئے بڑے زور شور سے کہا ہے۔ کہ خلافت ثانیہ کو حضرت اقدس کی تعلیم کے خلاف خلیفہ تسلیم کیا گیا ہے۔ اور حضور کی عبارتیں منصب خلافت سے نقل کرکے شور مچایا جاتا ہے کہ غضب ہوگیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے آپ کو آیت استخلاف کے ماتحت ٹھیرایا ہے۔ جو کہ درست نہیں۔ اس کا جواب بعد میں دیا جائیگا۔ کہ حضرت فضل عمر کیسے خلیفہ ہیں۔ پہلے میں اہل پیغام کی اس دلیل کا رد کرتا ہوں۔ جو انہوں نے اپنے دعویٰ باطل کے حق میں پیش کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود سر الخلافہ کے ص۱۵ پر فرماتے ہیں۔ کہ "اس کا مصداق اکمل اور اتم طریق پر ہم نہیں پاتے۔ مگر صدیق کی خلافت کو"۔ قبل اس کے کہ میں حضور ؑ کی عبارت پر کچھ روشنی ڈالوں۔ یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت اقدس ؑ کی کتاب سر الخلافہ میں مضمون کیا ہے۔ سو وہ حضور ہی کے الفاظ میں نقل کرتا ہوں۔ فاعلم ایھا العزیز ان حزبا من علماء الشیعۃ ربما یقولون ان خلافۃ الاصحاب الثلاثۃ ماثبت من الکتاب والسنۃ واما الخلافۃ سیدنا المرتضیٰ واسد اللہ الاتقی فثبت من وجوہ شتیٰ۔ وبرھان اجلی۔ فلزم من ذالک ان یکون الخلفاء الثلاثۃ غاصبین ظالمین فان خلافتھم ماثبت من خاتم النبیین وخیر المرسلین اما الجواب فلا یخفی الخ (سر الخلافہ ص۱۳)

ترجمہ:- پس اے عزیز۔ جان لے کہ شیعہ علماء کا ایک گروہ بارہا کہتا ہے۔ کہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت قرآن اور حدیث سے ثابت نہیں ہوتی۔ لیکن حضرت علی مرتضےٰ شیر خدا کی خلافت کئی وجوہ اور روشن دلائل سے ثابت ہے۔ پس اس سے لازم آتا ہے۔ کہ یہ تینوں خلیفے (نعوذ باللہ) غاصب اور شریر تھے۔ اور ان کی خلافت خاتم النبیین اور خاتم المرسلین سے ثابت نہیں۔ پس اس عبارت سے واضح ہوتا ہے۔ کہ حضرت کا منشاء اس کتاب کے تحریر کرنے کا یہ تھا۔ کہ اہل تشیع کے اس خیال کو رد کیا جائے۔ اور ان کے اس عقیدہ کا کہ حضرت علی ہی بلا فصل خلیفہ ہیں۔ بطلان ثابت کیا جائے۔ مگر میں اہل پیغام کی عقل پر حیران ہوں۔ کہ وہ اس کتاب سے یہ ثابت کرتے ہیں۔ نبی اور شیخ کی وفات کے بعد خلیفہ صرف ایک ہوتا ہے۔ کیا کوئی عقلمند یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر حضرت اقدس ؑ شیعہ حضرات کو یہ جواب دیں۔ کہ بھائی حضرت عمر رضؓ اور عثمان رضؓ اور علی رضؓ تینوں خلیفہ نہ تھے۔ بلکہ صرف حضرت ابوبکر رضی

خلیفہ تھے۔ العجب ثم العجب۔

اب میں حضرت اقدس ؑ کی وہ عبارت جوکہ عربی زبان میں ہے۔ نقل کرتا ہوں :۔ جس سے اہل پیغام نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ حضرت اقدس ؑ فرماتے ہیں :۔

" امر لا نجد مصداقہ علیٰ وجہ اتم و اکمل الا خلافۃ الصدیق (سر الخلافہ ص۱۵) جس کا ترجمہ پیغام محبت ص۴ پر یوں کیا گیا ہے۔" پس اسی کا مصداق اکمل اور اتم طور پر نہیں پاتے مگر صدیق کی خلافت کو"۔ اب میں علیٰ وجہ البصیرت پوچھتا ہوں کہ اس عبارت میں کونسا فقرہ ہے۔ جو آپ کو مجبور کر رہا ہے۔ کہ خلافت کا مستحق صرف حضرت ابوبکر رضؓ ہی ہیں۔ اور آئندہ بھی صرف نبی اور شیخ کی وفات کے بعد صرف پہلا ہی خلیفہ اللہ تعالیٰ مقرر کرے گا۔ ہاں ہوسکتا ہے۔ کہ آپ کو لا اور الا کے لفظ سے یہ شبہ گذرا ہو۔ مگر معمولی سے معمولی علم رکھنے والے انسان کی عقل سے بعید ہے کہ ایسی بات منہ پر لائے۔ مگر سچ تو یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو چھوڑنے کی وجہ سے دماغ اور عقل نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ کیا آپ نے کبھی یہ عام محاورہ نہیں سنا کہ جب ہم زید میں بہادری کمال درجہ کی دیکھتے ہیں۔ تو کہہ اٹھتے ہیں۔ دنیا میں صرف زید ہی بہادر ہے۔ تو کیا اس سے کبھی ہماری یہ مراد ہوئی ہے۔ کہ بہادری دنیا میں مفقود ہے۔ یا یہ کہ کبھی کوئی بہادر ہوگا۔ تو صرف زید ہی ہوگا۔ اور ایسا ہی حدیث شریف میں بھی آیا ہے۔ لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذو الفقار کیا علی رضؓ کے بعد اب تک دنیا میں کوئی جوان نہیں اور ذو الفقار کی تلوار کے علاوہ اور کوئی تلوار نہیں۔ مجھے آپ کی عقل پر تعجب آتا ہے۔ کہ حضرت اقدس ؑ تو اس سے یہ ثابت کریں۔ کہ اے اہل تشیع کہ تم اگر صرف حضرت علی رضؓ کو ہی خلیفہ خدا تعالےٰ کی طرف سے مانتے ہو۔ اور دیگر خلفاء راشدہ کو نعوذ باللہ غاصب مانتے ہو۔ یہ کہاں کی انصاف پسندی اور دیانت ہے۔ مگر آپ ہیں۔ کہ اس سے اپنا اُلو سیدھا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم کی آیت استخلاف کے ماتحت حضرت ابوبکر رضؓ جو سب سے پہلے خلیفہ تھے۔ ان کی خلافت سب سے اعلیٰ طور پر ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ کے زمانہ میں ایک لشکر اسامہ رضؓ کی قیادت میں شام کو روانہ ہونے والا تھا۔

اور دوسری طرف مرتدین کا زور شور تھا۔ مگر باوجود اس کے آپ کو خوف کے بعد امن ایک معجزانہ رنگ میں نصیب ہؤا۔ جس کی بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اور سب صحابہ کرام ؓ اور دیگر اراکین مجلس کا مشورہ یہی تھا۔ کہ آپ یا تو لشکر کو روک لیں۔ یا فی الحال زکوٰۃ معاف کردیں۔ مگر وہ خدا تعالےٰ کا مقرر کردہ خلیفہ کس عزم سے جواب دیتا ہے۔ کہ ابو قحافہ کے بیٹے کی طاقت نہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے تیار کردہ لشکر کو روکے۔ اور دوسری طرف کہے۔ کہ یہ لوگ اگر آنحضرت ؐ کے زمانہ میں ایک اونٹ کی رسی بھی زکوٰۃ دیتے تھے۔ تو میں اسکو بھی نہیں چھوڑوں گا۔ خواہ ان کے ساتھ جنگلوں کے درندے بھی شامل ہوجائیں تو میں ان کے ساتھ اکیلا جنگ کروں گا۔ اسی عزم کی وجہ سے اور اس میں کامیاب ہونے کی وجہ سے حضرت اقدس ؑ ان کو اکمل اور اتم طور پر اس آیت کا مصداق ٹھہراتے ہیں۔ پس حضرت کی عبارت سے کہاں ثابت ہوتا ہے۔ کہ صرف پہلا ایک ہی خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اور کوئی نہیں۔ اور خلافت میں تسلسل نہیں۔

اے اہل پیغام کچھ تو خدارا غور کرو۔ اور اولی العزم فضل عمر کی خلافت سے عناد کی وجہ سے اپنے آقا کی تعلیم کو تو پس پشت مت ڈالو۔ پس حضور کا منشاء تو یہ تھا۔ کہ اگر ان کے سامنے حضرت ابوبکر رضؓ کی خلافت ثابت ہوجائے۔ تو دوسروں کی خلافت خود بخود ثابت ہوگئی۔ اور شیعہ حضرات کے سامنے ایک برہان قاطعہ ان کے سامنے رکھی۔

میں ڈنکے کی چوٹ یہ کہتا ہوں۔ کہ آپ حضرت اقدس ؑ کی کسی تحریر سے بھی یہ ثابت نہیں کرسکتے۔ کہ خلافت کا تسلسل نہیں۔ اور صرف پہلا خلیفہ ہی آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ سنو! حضرت کا عقیدہ حضور کے الفاظ میں بیان کرتا ہوں۔ جس سے آپ کی تسلسل والی رٹ اور پہلا ہی خلیفہ آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ باطل ہو جائیگی۔

(۱) حضرت مسیح موعود ؑ فرماتے ہیں :۔" اب غور سے دیکھو کہ اس آیت میں بھی مماثلت کی طرف صریح اشارہ ہے۔ اور اگر اس مماثلت سے مماثلت تامہ مراد نہیں۔ تو کلام عبث ہو جاتا ہے۔ کیونکہ شریعت موسوی میں چودہ سو برس تک خلافت کا سلسلہ ممتد رہا۔ نہ صرف تیس برس تک (مگر اہل پیغام بمعہ مصری صاحب صرف ۲½ سال تک۔ ناقل) اور صدہا خلیفے روحانی اور ظاہری طور پر ہوئے۔ نہ صرف چار اور پھر ہمیشہ کے لئے خاتمہ" (شہادۃ القرآن بار دوم ص۱۹)

سیدنا حضرت اقدس ؑ نے اس حوالہ میں خلافت کے دوام پر استدلال کیا ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلفاء اکثر نبی ہوتے تھے۔ کیا اہل پیغام یہ بتا سکتے ہیں۔ کہ صرف پہلا ہی نبی خدا تعالےٰ نے مقرر کیا ہے۔ اور بعد میں نہیں؟ میں پھر اہل پیغام سے نہایت محبتانہ لہجہ میں عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ اس نئے عقیدہ سے جو مصری کی شہ میں گھڑا ہے۔ باز آجائیں۔ اور حضرت کی تعلیم کے سراسر خلاف نہ جائیں۔

(۲) حضرت اقدس ؑ فرماتے ہیں " کہ اس آیت کو اگر کوئی تامل اور غور سے دیکھے۔ تو میں کیونکر کہوں۔ کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اس امت کے لئے خلافت دائمی کا وعدہ فرمایا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی۔ تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا تھا۔" (شہادۃ القرآن بار دوم ص۳۷) میں بھی امید رکھتا ہوں۔ کہ کل کا نیا عقیدہ گھڑنے والے حضرات اس حوالہ کو غور سے پڑھنے کے بعد اپنی غلطی کو درست کرکے راہ راست پر آجائیں گے۔

(۳) حضرت اقدس ؑ قرآن کریم کی آیت نقل کرکے فرماتے ہیں :۔" ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون کیونکہ یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے"۔ (شہادۃ القرآن بار دوم ص۳۸) پس اے خلافت کے تسلسل کو نہ ماننے والو غور کرو۔ حضرت اقدس ؑ کیا فرماتے ہیں :۔

(۴) الحکم ۱۴ر اپریل ۱۹۰۸ء میں حضرت ؑ کا وہ حوالہ جوکہ میں پہلے درج کر آیا ہوں۔ جس سے اہل پیغام یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ صرف پہلا خلیفہ ہی خدا بناتا ہے۔ خواہ وہ نبی کا خلیفہ ہو یا شیخ کا۔ حضرت خلیفہ اول کے متعلق جو ان کا عقیدہ اب ہے اور جو آج سے پچیس سال پہلے تھا۔ اگلی قسط میں انشاء اللہ درج ہوگا۔ اس جگہ صرف یہ ثابت کیا جاتا ہے۔ کہ الحکم کا حوالہ تو ہماری تائید میں ہے۔ نہ کہ ہمارے خلاف۔ جیساکہ حضرت اقدس ؑ فرماتے ہیں۔" صوفیاء نے لکھا ہے۔ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے حق اس کے دل میں ڈالا جاتا ہے۔ الخ" مفصل حوالہ میں پہلے درج کر آیا ہوں۔ یہ حوالہ خلافت دائمی کا ایک بیّن اور روشن ثبوت ہے۔ اس میں حضرت صاحب نے صرف نبی اور رسول کی ہی تخصیص نہیں رکھی۔ بلکہ فرمایا ہے۔ کہ شیخ کی وفات پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ پس نبی کی وفات کے بعد خدا تعالےٰ خلیفہ بناتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا بنایا ہؤا خلیفہ بھی شیخ ہوتا ہے۔ پس اس طرح یہ ایک دور جاری رہتا ہے۔ پس اے اہل پیغام۔ اگر آپ کے نزدیک حضرت خلیفۃ المسیح اول شیخ نہیں تھے۔ تو آپ نے ان کی بیعت ہی کیوں کی۔ ممکن ہے۔ کہ اب آپ اس سے پچھتا رہے ہوں گے۔ مگر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

پس متعدد حوالہ جات حضرت صاحب ؑ کی کتب میں دائمی خلافت کے اثبات میں موجود ہیں۔ مگر مضمون کی طوالت کی وجہ سے درگذر کرتا ہوں۔ اب وہ اعتراض لیتا ہوں۔ جو اسی ضمن میں میرے آقا و مولیٰ حضرت امیر المؤمنین اولی العزم خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ پر کرتے ہیں

اوّل۔ آپ نے منصب خلافت میں وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ کا مصداق خلفاء کو مانا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو نہیں مانتے۔ (پیغام محبت ص۵) اسکو اہل پیغام کے ٹریکٹ میں میں نے جب پڑھا۔ تو میرے منہ سے بے اختیار نکلا۔ ھٰذا بہتان عظیم۔ اب میں اس کا جواب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے الفاظ ہی میں درج کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں :۔

" ایک اور اعتراض کرتے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ نے اس کا جواب بھی تیرہ سو برس پہلے ہی دے دیا ہے۔ کہتے ہیں شاورھم فی الامر تو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو حکم ہے۔ خلافت کہاں سے نکل آئی۔ لیکن یہ لوگ یاد رکھیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضؓ پر جب زکوٰۃ کے متعلق اعتراض ہؤا۔ تو وہ بھی اسی رنگ میں تھا۔ کہ خذ من اموالھم صدقہ تو نبی کریم صلعم کو حکم ہے۔ اب وہ رہے نہیں۔ اور کسی کا حق نہیں۔ کہ زکوٰۃ وصول کرے۔ جسے لینے کا حکم تھا۔ وہ فوت ہوگیا۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے یہی جواب دیا۔ کہ میں مخاطب ہوں۔ اسی کا ہم آہنگ ہوکر اپنے معترض کو کہتا ہوں۔ کہ اب میں مخاطب ہوں"۔ (منصب خلافت خورد ص۴۲)

پس اے میرے بچھڑے ہوئے بھائیو سوچو اور پھر سوچو کہ جو آیتیں اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے متعلق اتری ہیں۔ اگر ان کا بعد میں کوئی فائدہ نہیں۔ تو ان کا قرآن کریم میں پڑھنا کیا فائدہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیتا ہے۔ حضرت اقدس اسی کام کیلئے تو مبعوث ہوئے تھے پھر حضرت اقدس پر ایمان لاکر بھی اسی سابقہ غلطی پر قائم رہنا درست نہیں۔ پس آؤ۔ اور حضرت کی صحیح تعلیم پر عمل کرکے ثواب دارین حاصل کرلو۔

اس کے علاوہ پھر پیغام محبت میں ۱۸ر جولائی ۳۷ء کے الفضل کا حوالہ دیتے ہوئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا ہے۔ کہ اگر تمہیں کوئی مجھ سے شکوہ پیدا ہو۔ تو خدا اور اس کے رسول کے سپرد کردو۔ ..... جو امیر ہے۔ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا یا خلیفہ ہو تمہیں اسکی فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔" درج کرکے کہا جاتا ہے۔ اسکی مثال پہلے خلفاء میں نہیں ملتی۔ بلکہ اس کے برعکس ابوبکرؓ نے کہا ہے۔ کہ اگر میں اچھا کروں۔ تو میری مدد کرو۔ اور اگر میں کجی اختیار کروں۔ تو مجھے سیدھا کرو۔ اور اسی طرح حضرت عمرؓ کے چادر والے واقعہ کو لیا ہے۔ کہ ایک صحابی رضؓ نے کہا۔ کہ آپ نے چادر کہاں سے لی ہے۔ میں اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں۔ کہ ان دونوں حوالوں سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ کوئی خلیفہ کجی بھی اختیار کرلیتا ہے۔ اگر کوئی ایسا ہوا ہے۔ تو اسکی آپ کو مثال پیش کرنی چاہیئے تھی۔ اصل بات یوں ہے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ اپنی قوم کو تعلیم دے رہے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی فرمانبرداری نہیں کرنی چاہیئے۔ اور ایسا ہی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کی خدمت کرنا اور ان سے اچھا سلوک کرنے کو کہا ہے۔ مگر بعد میں فرمایا۔ کہ ان جاھدٰک ان تشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما۔ کہ اگر وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کو کہیں۔ تو ان کی بات مت مانو اسی طرح امیر کے حکم کے متعلق ہے۔ کہ اس کا ہر ایک حکم مانو۔ مگر ایسا حکم کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی معصیت مقصود ہو۔ تو اسکی پیروی نہ کرنا۔ کیا آپ کے خیال شریف میں کوئی ایسا خلیفہ ہے۔ جو معصیت اللہ کا حکم دے۔ کوئی مثال پیش کرو۔ ویسے زبان سے کہنا کچھ مطلب نہیں رکھتا۔ کیا مومنات کی بیعت کے الفاظ جو قرآن میں آئے ہیں۔ ان میں سے ولا یعصینک فی معروف نہیں آیا۔ کیا آپ کے خیال میں وہ مومن عورتیں خیال کرتی تھیں۔ کہ نبی کریم صلعم ہمیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دیں گے؟ ہرگز نہیں۔ ایسے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بھی بیعت کے وقت یہ اقرار لیتے ہیں۔ کہ جو آپ نیک کام بتائیں گے میں ان کو حتی الوسع بجا لاؤں گا۔ پھر آپ کے اندر یہ بات رڑک رہی ہوگی۔ کہ پھر حضرت نے اخبار الفضل میں کیوں کہا۔ کہ تمہیں اگر کوئی مجھ سے شکوہ ہو۔ تو خدا اور اس کے رسول کے سپرد کردو۔ سو واضح ہو۔ کہ حدیث صحیح مسلم میں بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ سیقوم فیھم رجال قلوبھم قلوب الشیاطین فی جسمان قال خذیفۃ فقلت کیف اصنع یا رسول اللہ ان ادرکت ذالک قال تسمع وتطیع الامیر وان ضرب ظھرک واخذ مالک فاسمع واطع۔ کہ ایسی حالت میں اگر اس وقت کا امیر تجھے کوڑے مارے اور تیرا مال چھین لے۔ تو بھی اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کر۔ کیسے واضح الفاظ ہیں۔ ذرا غور کرو۔ کیا آپ اپنے شکوہ کو نبی کریم کی طرف پھیریں گے۔ تو اس جواب سے آپ کی تسلی نہ ہوگی۔

پھر اس کے بعد یہ کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ سے بھی ایک صحابی نے پوچھا۔ کہ آپ نے یہ چادر کہاں سے لی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ وہ ایسا ہی صحابی تھا۔ جیسا کہ حضرت نبی کریم کے زمانہ میں ایک نے کہا تھا۔ کہ آپؐ نے مالِ غنیمت صحیح طریق پر تقسیم نہیں کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ اسکی ذریت سے ایسے لوگ نکلیں گے۔ جو دین سے بالکل خالی ہوں گے۔ جیسا کہ تیر نشانہ سے گذر جائے۔ پس اس قسم کے اعتراض کرنے والے ہمیشہ موجود ہوتے ہیں۔ پس ان واقعات سے یہ اندازہ کرنا کہ خلیفہ کو ہر دینی معاملات کا اختیار نہیں۔ سراسر کم فہمی پر دال ہے۔ ان سب حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خلیفہ کی اطاعت لازمی ہے۔ ہاں خلیفہ یہی سبق دیتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت سے بچو۔ باقی آئندہ۔

نوٹ:۔ سابقہ مضمون میں نبوت کا حوالہ ۲ اصل میں الحکم ۱۰ر اپریل ۱۹۰۸ء تھا۔ مگر کتابت میں ۱۹۱۰ء لکھا گیا ہے۔ دوست درست کرلیں

خاکسار مولا بخش مجاہد تحریک جدید دیہاتی سکیم

قُربانی کی حقیقت اور اس کے احکام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ عظیم الشان دن چند روز تک آنے والا ہے۔ جو مسلمانوں میں عید الاضحیہ یعنی قربانی کا دن یا بڑی عید کہلاتا ہے۔ اور جو ایک بہت بڑی یادگار کو تازہ کرنے کا موجب ہونے کی وجہ سے ہر ایک مومن و مسلم کو حقیقی قربانی کا سبق پڑھاتا ہے۔ اور وہ بہت بڑی یادگار ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے۔ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے رویا میں یہ نظارہ دکھایا۔ کہ اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو ذبح کرو۔ چنانچہ آپؑ چھری لے کر اس کے لئے تیار ہوگئے۔ اور قریب تھا۔ کہ آپ اپنے لختِ جگر کو ذبح کر دیتے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے "قد صدقت الرؤیا" (کہ تو نے اپنی رویا پوری کردی) کی آواز آ گئی۔ غرض یہ ایک خدا تعالیٰ کی محبت اور عشق کا جذبہ اعلےٰ ترین نمونہ تھا۔ اسلام یہ نمونہ بتلا کر ہر ایک مومن سے قربانی چاہتا ہے۔ اور ایسی قربانی کہ خدا تعالیٰ کے مقابلہ پر ہر ایک چیز کو ترک کردیا جائے۔ اور عزیز سے عزیز چیز کو بھی اپنے سے جدا کرکے خدا تعالیٰ کی راہ میں لگا دیا جائے۔

لیکن افسوس ہے۔ کہ اس زمانہ میں لوگوں نے اپنی ناواقفیت اور دین سے بے خبری کی وجہ سے قربانی کی حقیقت چند روپے خرچ کرکے خریدے ہوئے جانور کا ذبح کر دینا سمجھ رکھی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوٰی منکم (سورہ حج ع ۱۲) یعنی خدا تعالیٰ کو تمہاری ان قربانیوں کا نہ تو گوشت پہنچتا ہے۔ اور نہ لہو۔ کیونکہ گوشت تو تم خود کھا لیتے ہو۔ اور خون مٹی میں مل جاتا ہے۔ بلکہ ولکن ینالہ التقوٰی منکم۔ خدا تعالیٰ کو جو چیز پہنچتی ہے۔ وہ تمہارا تقویٰ اور فرمانبرداری اور اخلاص اور حقیقی خشیت الٰہی کی روح ہے۔

ہر ایک مومن کو چاہیئے۔ کہ اس قربانی سے سبق حاصل کرے۔ اور وہ اس طرح کہ قربانی کے جانور کے گلے پر جب ذبح کرنے والا چھری رکھے۔ تو وہ اپنے نفس کے گلے پر بھی چھری پھیرنے کے لئے تیار ہو۔ اور جس طرح جانور ذبح کرنے والے کے آگے سر ڈال دیتا ہے۔ اسی طرح وہ بھی سچے دل۔ ایمانداری اور اخلاص کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رضا و رغبت اور اس کے اوامر و نواہی کے لئے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے آگے ڈال دے۔ اور یہی وہ بات ہے۔ جو ہر ایک مومن کو خدا تعالیٰ قربانی کے ذریعہ سکھلانی چاہتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی خطبہ الہامیہ کے صد ۳ پر قربانی کی اصل حقیقت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اسی وجہ سے ان ذبح ہونے والے جانوروں کا نام قربانی رکھا گیا۔ کیونکہ حدیثوں میں آیا ہے۔ کہ یہ قربانیاں اللہ تعالیٰ کے قرب اور ملاقات کا موجب ہیں۔ اس شخص کے لئے کہ جو قربانی کو اخلاص اور خدا پرستی اور ایمانداری سے ادا کرتا ہے۔ اور یہ قربانیاں شریعت کی بزرگ تر عبادتوں میں سے ہیں۔ اور اسی لئے قربانی کا نام عربی میں نسیکہ ہے۔ اور نسک کا لفظ عربی زبان میں فرمانبرداری اور بندگی کے معنوں میں آتا ہے۔ اور ایسا ہی یہ لفظ یعنی نسک ان جانوروں کے ذبح کرنے پر بھی زبان مذکور میں استعمال پاتا ہے۔ جن کا ذبح کرنا مشروع ہے۔"

اس ضروری امر کی طرف احباب کو توجہ دلا دینے کے بعد اب ذیل میں قربانی کے متعلق احکام کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے:۔

(۱) قربانی کا ارادہ رکھنے والا شخص اگر حاجیوں کی طرح ماہ ذوالحجہ کا چاند دیکھنے سے قربانی تک حجامت نہ بنوائے۔ یعنی ناخن نہ کٹوائے۔ سر نہ منڈوائے۔ تو یہ امر مستحب اور موجب ثواب ہے۔

(۲) نماز عید کے ادا کرنے سے قبل قربانی کا ذبح کرنا درست نہیں۔ اور اگر ایسا کرے۔ تو اسکی قربانی نہیں ہوگی۔ کیونکہ قربانی کا وقت نماز عید کے بعد شروع ہوتا ہے۔ جو بارھویں تاریخ تک اتفاقاً ختم ہوتا ہے۔ لیکن بعض کے نزدیک تیرھویں تاریخ کو عصر تک ہے۔

(۳) جن لوگوں کو توفیق ہو۔ وہ تمام گھر کے آدمیوں کی طرف سے ایک ایک جانور ذبح کریں۔ تو اچھا ہے۔ ورنہ ایک قربانی سارے گھر کی طرف سے کافی ہے۔ مقدور نہ ہو تو خیر۔

(۴) قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مسنون ہے۔ قربانی کا گوشت خود کھائیں۔ غریبوں۔ مسکینوں۔ یتیموں۔ عزیزوں۔ رشتہ داروں اور دوستوں سب کو تقسیم

کرنا چاہیئے۔ قربانی کا گوشت قصاب کو مزدوری میں نہ دینا چاہیئے۔ جماعت احمدیہ کے احباب کو صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کھال یا اسکی قیمت صدقات میں ارسال کرنی چاہیئے۔

(۵) قربانی اگر بکری۔ دنبہ۔ مینڈھا۔ بھیڑ ہو۔ تو ایک ایک شخص کی طرف سے۔ اور اگر گائے اونٹ ہو۔ تو سات شخص مل کر کر سکتے ہیں۔

(۶) قربانی کے جانوروں کی عمر کا یہ قاعدہ پختہ ہے۔ کہ سب میں وہی جائز ہو سکتا ہے جس نے دو دانت نکالے ہوں (جسے پنجابی میں دوندا کہتے ہیں) یا اس سے زائد عمر کا ہو۔ ہاں ضائن (یعنی دنبہ اور مینڈھا کا نر و مادہ) چھ ماہ پورے کا بھی جائز ہے۔ جب وہ قد و قامت میں دوندے کے برابر قریباً ہو۔

(۷) قربانی میں یہ جانور جائز نہیں :۔
(۱) اندھا (۲) کانا (۳) لنگڑا جو قربانگاہ تک خود چل کر نہ جا سکتا ہو (۴) بہت دبلا (۵) نصف سے زائد کان اور دم کٹا۔ لیکن جس کے پیدائشی طور پر کان نہ ہوں یا سینگ نہ ہوں تو وہ جائز ہے۔

(۸) قربانی کرتے وقت یہ آیات پڑھ لینی چاہئیں۔ انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین - ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین لا شریک له وبذالک امرت وانا اول المسلمین۔

پھر بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ کر ذبح کر دیں۔ اور دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ ہماری اس قربانی کو قبول فرمائے۔

(۹) ذوالحجہ کی نویں تاریخ کی فجر کی نماز کے بعد سے کر تیرہ تاریخ کی عصر تک سب لوگوں کو بعد سلام فرض نماز کے حسب ذیل تکبیرات کہنی چاہئیں۔
اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ ولا الٰہ الا اللہ۔ واللہ اکبر۔ اللہ اکبر ولله الحمد تین مرتبہ یہ تکبیریں اگر با آواز بلند کہی جائیں۔ تو انسب ہے۔

(۱۰) ۱۰ تاریخ کو سورج کے بلند ہونے کے بعد دو رکعت نماز صلوٰۃ العید جماعت کے ساتھ ادا کرنی چاہیئے۔ والسلام

خاکسار سید احمد علی مولوی فاضل آف گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ حال قادیان

وصیتیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۵۴۸۶ع ۔ منکہ اقبال بیگم زوجہ چودھری لبھ دین صاحب نمبردار قوم راجپوت عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۱۶۶ مراد ڈاکخانہ ڈاہرانوالہ ضلع بہاول نگر ریاست بہاولپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ ۱/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :۔

۱۔ میری وفات کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

۲۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔

(۳) میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے :۔
ایک کنٹھہ طلائی قیمتی اندازاً ۔/۔/۲۰۰ روپے
کانٹے طلائی دو عدد قیمتی اندازاً ۔/۔/۶۰ روپے
پازیب نقرئی دو عدد قیمتی اندازاً ۔/۔/۳۰
کل قیمت زیورات مذکورہ ۔/۔/۲۹۰ روپے
مبلغ ۔/۔/۱۰۱ روپے مہر جو میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان لکھدی ہے کہ سند رہے۔ فقط المرقوم ۱۷ ۱/۳۹

العبدہ :۔ اقبال بیگم موصیہ چک ۱۶۶ مراد۔
گواہ شد :۔ فیض احمد انسپکٹر بیت المال
گواہ شد :۔ لبھ دین خاوند موصیہ۔

۵۴۸۰ع ۔ منکہ محمد صدیق ولد مولا بخش قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن کوئٹہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ ۱/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔

میں اس وقت کوئٹہ آرسنل میں ۔/۔/۳۷ روپے ماہوار پر ملازم ہوں۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ اگر کسی وقت اور زاید آمدنی کی صورت پیدا ہوئی۔ تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ماہوار ادا کروں گا۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں۔ اگر بوقت وفات میری کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد :۔ محمد صدیق ٹی۔ آر۔ ڈی۔ سی کوئٹہ آرسنل

گواہ شد :۔ غلام سرور برادر موصی بی۔ ایم آر۔ این۔ ڈبلیو۔ آر۔ کوئٹہ۔ گواہ شد :۔ عثمان غنی برادر موصی۔ سی۔ ڈبلیو۔ سی۔ میٹ بارک گروپ کوئٹہ آرسنل۔ کوئٹہ۔

۵۴۹۵ع منکہ حکیم شیخ عبدالرحمٰن ولد نرائن داس مٹیر راجپوت پیشہ حکمت عمر ۵۳ سال قریباً تاریخ بیعت دسمبر ۱۸۹۹ء ساکن قادیان حلقہ مسجد اقصیٰ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ ۱/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔

میری اس وقت کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں۔ اور منقولہ میں سے کتب تقریباً دو صد روپیہ کی ہیں۔ اور اس کے علاوہ میری آمدنی قریباً بیس روپے ماہوار ہوتی ہے۔ کسی ماہ کم اور کسی ماہ زیادہ۔ ان کتب اور ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس وصیت کردہ میں جس قدر روپیہ میں اپنی زندگی میں ادا کر چکوں۔ وہ حصہ وصیت سے منہا کیا جاوے گا۔ اس کے علاوہ اگر میری کوئی اور جائیداد بوقت وفات ثابت ہو۔ یا میری آمد میں ترقی ہو جائے۔ تو اس میں بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ لہٰذا یہ وصیت لکھدی ہے۔ منظور فرمائی جاوے۔

العبد :۔ حکیم شیخ عبدالرحمٰن لدھیانوی۔
گواہ شد :۔ مرزا عمر بیگ پریذیڈنٹ حلقہ مسجد اقصیٰ۔ گواہ شد سراج دین مؤذن

۵۴۲۸ع ۔ منکہ مرزا محمد اسماعیل ولد مرزا فیض احمد صاحب قوم مغل خواجہ زادہ پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء ساکن کوٹلی مغلاں ڈاکخانہ ڈھلواں ریاست کپورتھلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱ ۱/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔

میری جائیداد زرعی ۵ گھماؤں واقعہ رقبہ موضع غزنی پور تحصیل و ضلع گورداسپور و اراضی تعداد ۱/۲ ۱۲ کنال واقعہ موضع کوٹلی مغلاں تحصیل بھولتھ ریاست کپورتھلہ ملکیت مقبوضہ خود لعہ گھماؤں مقبوضہ دخیل کاران المعہ گھماؤں و جائیداد سکنی حسب ذیل ایک مکان بعمارت خام جس کی تخمیناً قیمت یکصد روپیہ ہو سکتی ہے۔ ایک توڑ سفید تعدادی ۱۱ مرلہ قیمتی تخمیناً ۵ روپے واقعہ رقبہ غزنی پور تحصیل و ضلع گورداسپور میں واقعہ ہے۔ اسی طرح اس تمام جائیداد زرعی و سکنی کی قیمت تخمیناً الف ۱۱۵ روپے ہے۔ علاوہ ازیں بصورت ملازمت بعہدہ پٹوار ریاست کپورتھلہ ۲۰ روپیہ ماہوار تنخواہ پاتا ہے۔ چنانچہ ایسی کلہم جائیداد زرعی و سکنی و آمدنی ماہوار کی بقدر ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ بوقت انتقال خود اگر کوئی اور بھی جائیداد مملوکہ و مقبوضہ از قسم منقولہ و غیر منقولہ پائی جاوے۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اس کے خلاف میرے ورثاء سے کسی کو کسی قسم کا کوئی انحراف کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ ہر طرح پابند ہوگی۔ بحریر صدر

العبد :۔ مرزا محمد اسماعیل بقلم خود و نشان انگوٹھا
گواہ شد :۔ عبدالرحمٰن نائب صدر قانونگو کپورتھلہ۔ گواہ شد :۔ ارشاد الحق بقلم خود محاسب جماعت احمدیہ کپورتھلہ۔

۵۴۸۲ع ۔ ملک رحمت اللہ ولد ملک نیاز محمد صاحب قوم ککے زئی افغان پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ ۱/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میری ماہوار آمد اس وقت ۱۶ ۱۲/ ہے میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں ادا کرتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے کے بعد میری جو جائیداد بھی ثابت ہوگی۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کچھ رقم بطور حصہ جائیداد ادا کر دوں۔ تو میری وفات کے بعد وہ رقم حصہ جائیداد میں سے منہا متصور ہوگی۔

العبد :۔ ملک رحمت اللہ معلم گرلز ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد :۔ غلام فرید مینیجر نصرت گرلز ہائی سکول قادیان
گواہ شد :۔ ظہور حسین معلم گرلز ہائی سکول قادیان۔

فاروق کی خریداری ہر احمدی کو ضروری ہے (مینیجر فاروق)